والی پرندہ شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت بابا پیر سید نور شاہ ولی رحمہ اللہ تعالی

پیدائش

سن ۱۹۱۱ء جون کے پہلے جمعتہ المبارک کو نماز فجر کے وقت حضرت بابا سید نور شاہ ولی ہندوستان کے معروف شہر فیروز پور کے قصبہ جلال آباد کے نواح میں ایک بہت بڑے گاؤں شیر محمد میں پیر سید نذر علی شاہ شاہ کے ہاں متولد ہوئے جن کے والد ماجد پیر سید سردار علی شاہ اپنے علاقہ کے بہت مشہور بزرگ گزرے ہیں۔

تعلیم و تربیت

جب آپ چھ برس کے ہوئے تو والد گرامی کا سایہ شفقت سر سے اٹھ گیا تو آپ کے چھوٹے بھائی جس کی عمر پانچ سال اور ان سے چھوٹے بھائی کی عمر چار سال تھی جبکہ آپ کی ایک ہی ہمشیرہ تھیں جو اس وقت صرف ۲ سال کی عمر رکھتی تھی۔

مقامی طور پر گاؤں میں قاری نور سمند صاحب جو نہایت پاکیزہ طبیعت

عبادت گزار اور تہجد خوان تھے ان سے آپ نے قرآن کریم پڑھا۔ چونکہ قاری صاحب فن تجوید و قرات سے پڑھاتے تھے۔ اس لئے ان کی تعلیمی انداز میں قدرے سختی پائی جاتی تھی۔ حضرت قبلہ باباجی علیہ الرحمہ نے اپنے بچپن کی تعلیم کا واقعہ راقم السطور کو ایک مرتبہ جب کہ راقم خود طالب علمی کے دور سے گزر رہا تھا' سنایا:

راقم نے بھی قرآن کریم تجوید و قرات کے ساتھ پڑھا۔ گاؤں کی مسجد میں بچوں کی کافی تعداد قرآن کریم پڑھتی تھی۔ ان میں اکثر پڑھائی کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے' قاری صاحب کا مکان مسجد سے کچھ دور تھا' شرارتی بچوں نے قاری صاحب سے بچنے کے لئے یہ اسکیم بنا رکھی تھی کہ وہ دو ساتھیوں کو گلی میں بھیج دیتے جب قاری صاحب تشریف لا رہے ہوتے تو یہ دونوں اپنے ساتھیوں کو باخبر کر دیتے اور بچے زور شور سے پڑھنا شروع کر دیتے' مگر میں الگ ایک کونے میں بیٹھ کر پڑھتا رہتا اور جب بھی قاری صاحب سنتے تو میں سبق سنا دیتا وہ بہت خوش ہوتے ویسے وہ ہمارے بزرگوں کے بہت معتقد تھے' الغرض قرآن کریم بہتر عمدہ قرات سے پڑھنا پڑھانا سیکھ لیا۔ بعدہ' قصور شہر اسلامیہ ہائی سکول میں داخلہ لیا' اور ساتھ ہی ساتھ علم سلوک کی کتب مسجد صاحبزادگان میں حضرت حافظ پیر سید محمد شاہ صاحب نقشبندی علیہ الرحمہ سے پڑھنا شروع کیا' وہ علم سلوک کے ممتاز عالم تھے' حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری علیہ الرحمہ کے خاندان عالیہ میں بلند مقام رکھتے تھے' اسلامیہ ہائی سکول سے مڈل پاس کیا' آپ نے دو سال تک جامع مسجد گنبد والی قصور میں جمعہ المبارک کے فرائض انجام دیئے' صوفی عبدالرزاق صاحب بیان فرماتے ہیں کہ مسجد کی انتظامیہ سے آپ نے وظیفہ بالکل نہ لیا! آپ نے اس دوران حضرت

بابا بلھے شاہ صاحب قصوری علیہ الرحمہ کے مزار مقدس پر بکثرت حاضری دی نیز ہر جمعرات حضرت پیر شاہ خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری علیہ الرحمہ کے دربار گوہربار میں حاضر ہوا کرتے۔ آپ نے بابا بلھے شاہ صاحب کے مزار مقدس پر اس مدت میں ایک بار چالیس دن کا اعتکاف فرمایا اور چلہ کے اختتام پر حضرت کے سجادہ نشیں نے آپ کی دستار بندی فرمائی۔

نوافل بکثرت پڑھتے' پیر اور جمعرات کو عموماً روزہ رکھتے مراقبہ آپ کی فطرت ثانیہ بن گئی' چار چار گھنٹے حالت سجدہ میں رو رو کر دعائیں کرنا روزانہ کا معمول تھا!

آپ قصور سے جامعہ نعمانیہ لاہور مزید تعلیم کے لئے تشریف لائے' نمازیں بادشاہی مسجد میں ادا کرتے' آپ نے فرمایا میں نے ایک دن نماز عصر ادا کی اور میرا ایک شناسا آیا جسے میں نے کہہ رکھا تھا کہ میں مرید ہونا چاہتا ہوں مگر میری شرط یہ ہے کہ وہ شریعت مصطفیٰ ﷺ پر پوری طرح عمل پیرا ہو وہ کہنے لگے قبلہ شاہ صاحب جلدی آیئے ایک عظیم روحانی شخصیت تشریف لائی ہے' میں فرط عقیدت سے حاضر ہوا' وہ حضرت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب جو حضرت صاحب بنانوالہ کی صفت سے معروف تھے' حاضری دی۔ حضرت صاحب نے انتہائی محبت سے معانقہ کیا اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں داخل فرمایا اوراد و وظائف کی اجازت عطا کی' اور دستار خاص سے نوازا نیز فرمایا برتن پاکیزہ ہے صرف جاگ لگانا تھی سو وہ بھی لگا دی۔ حضرت صاحب نے خصوصی توجہ فرمائی اور کلمہ طیبہ کا وظیفہ کثرت سے پڑھنے کی تاکید کی۔ پھر کیا ہوا' کلمہ طیبہ کے ورد سے جملہ روحانی مقام طے ہوتے گئے جو سالک کے لئے نہایت ضروری خیال کئے جاتے ہیں۔

قلبی طور پر مرشد کی حضوری ہمیشہ رہی بیلن شیخ گرامی نے فرمایا کہ شاہ صاحب علوم دینیہ کے حصول میں قطعاً" کوتاہی نہ کرنا آپ نے ان کلمات کو حرز جان بنایا اور مرشد ارشد کے ارشاد کے مطابق جملہ علوم و فنون اسلامیہ پر کامل دسترس حاصل کی!

جامعہ نعمانیہ لاہور میں دیگر علوم کی کتب کے علاوہ حدیث شریف کا درس بھی لیا لیکن دورہ حدیث شریف امام اہل سنت شیخ المحدثین حضرت سید ابو محمد دیدار علی شاہ صاحب بانی دارالعلوم حزب الاحناف اندرون دہلی گیٹ لاہور کی خدمت میں پڑھا۔

راقم سے آپ نے زمانہ طالبعلمی کا ایک عجیب واقعہ بیان کیا کہ کس کسمپرسی کے عالم میں نے ہم نے تعلیم حاصل کی' ایسا وقت بھی آیا کہ کھانا میسر نہ ہوتا اور شکر قندی کی ایک مٹی بازار سے خرید کر نصف صبح اور نصف شام کو کھا لی جاتی اور ایک پیالہ پانی پی لیتا۔ مگر کسی کو اپنی اس حالت کی اطلاع نہ کرتا' لاہور میں تعلیمی فوائد کے ساتھ ساتھ حضور سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری' حضرت شاہ عنایت قادری اور حضرت میاں میر رحمہ اللہ تعالیٰ کی مزارات مقدسہ بھی حاضری میرا معمول رہا۔ اور یہ تعلق آپ نے تسلسل کے ساتھ مستحکم رکھا۔ جب بھی آپ لاہور تشریف لاتے تو حضرت خواجہ عزیز کی' حضرت سردار علی شاہ صاحب؛ حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزارت مبارکہ پر اس ترتیب سے حاضر ہوتے اور منتظمین آپ کو ان نوری درباروں کے اندر لے جاتے' ہار پہناتے اور تبرکاً چادر خدمت میں پیش کرتے! پھر حضرت شاہ عنایت قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کے دربار گوہربار میں نیاز مندانہ عرض و معروض کے بعد سیدھے قصور حضرت سید بابا بلھے شاہ صاحب قادری کے

مزار انور پر حاضر ہوتے' ایک بار ٹرانسپورٹ کی ہڑتال تھی تو آپ نے رکشہ لیا اور اپنا حاضری کا وظیفہ قصور جا کر مکمل کیا!

قیام لاہور کے دوران آپ عموماً نماز پنجگانہ بادشاہی مسجد میں ادا فرماتے ایک بار نماز عصر کے بعد شجرہ خاندان عالیہ قادریہ پڑھ رہے تھے' کوئی شخص آپ کے پاس آیا اور بیٹھ گیا۔ جب دعا سے فارغ ہوئے تو وہ مخاطب ہوا۔ میں آپ کو بڑے دنوں سے دیکھ رہا ہوں کہ کچھ پڑھتے رہتے ہو! بتائیے کیا پڑھتے ہو! اور آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا' ضلع فیروز پور کا باشندہ اور سادات سے ہوں یہاں جامعہ نعمانیہ میں پڑھ رہا ہوں۔ اس نے کہا' تمہارے کھانے کا کیا انتظام ہے؟ آپ نے فرمایا مدرسہ میں زکوۃ صدقات وغیرہ کا معاملہ ہے میں چونکہ سید ہوں اور میرے لئے وہاں سے کھانا جائز نہیں اس لئے میں خود انتظام کرلیتا ہوں۔ اس نے بہت مجبور کیا آپ میرے ہاں کھانا کھایا کریں! اس لئے بے حد اصرار پر اس کا کھانا قبول فرمایا! تقریباً تین سال متواتر وہ شخص آپ کی خدمت میں کھانا پیش کرتا رہا۔

راقم نے عرض کیا! اس شخص کا نام کیا تھا؟ تو ارشاد فرمایا مجھے اس سلسلہ میں نام دریافت کرنے کا موقعہ ہی نہیں ملا۔ لاہور میں تکمیل تعلیم کے بعد' اپنے آبائی گاؤں "شیر محمد" ضلع فیروز پور میں عملی زندگی کا آغاز زراعت سے کیا۔ زراعت کا تو ایک بہانہ تھا میری خواہش تھی کہ میں زیادہ سے زیادہ والدہ ماجدہ کی خدمت کرسکوں۔ نواب آف ممدوٹ سے پٹے پر زمین حاصل کی اور کھیتی باڑی شروع کردی!

اسی اثنا میں کسی نے اطلاع دی کہ امیر نامی گاؤں کے زمیندار کے پاس ایک "باؤلا" اونٹ ہے۔ کسی کو قریب پھٹکنے نہیں دیتا جو بھی اس کے پاس جاتا

ہے۔ حملہ آور ہوتا ہے۔ آپ وہاں تشریف لے گئے جبکہ آپ کے ہمراہ چند مرید بھی تھے۔ کیا دیکھا کہ اونٹ درخت سے باندھا گیا ہے اور زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا' جونہی آپ اس کے قریب گئے' حکم فرمایا اسے کھول دیں۔ پھر کیا تھا کہ اونٹ نے آپ کے قدموں پر سر رکھ دیا آپ نے اس کے سر پر دست شفقت پھیرا۔ اور اونٹ کے مالک سے فرمایا اس کی کیا قیمت ہے؟ اس نے جو قیمت بتائی ادا کرکے اپنے قبضہ میں لے لیا اور اپنے گاؤں میں لے آئے' کھیتی باڑی کے کام سے اس نے خوب کام دیا۔ ساری رات کنوئیں پر چلتا آپ مصلی بچھا لیتے اور نوافل میں مصروف رہتے یہاں تک کہ تہجد بھی ادا فرماتے اور صبح دیکھتے تو تمام کھیت سیراب ہوتا اسی اونٹ سے ہل چلاتے' اور دیگر متعلقہ امور بھی وہ اونٹ خوب انجام دیتا چند دنوں میں وہ بنجر زمین زرخیزی میں تبدیل ہوگئی اور بڑی عمدہ فصل پیدا ہونی شروع ہوگئی' اونٹ کو پیار سے جنگلی یار فرمایا کرتے'

کلمہ طیبہ کا ذکر اس شان اور بلند آواز سے فرمایا کرتے' کہ اکناف و اطراف کے دیہات تک آواز سنائی دیتی اور لوگ جوق در جوق آپ کے حلقہ ارادت میں شمولیت کی سعادت حاصل کرتے رہتے' یہاں تک اچانک آپ کو اپنے مرشد ارشد حضرت صاحب بنانوالہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی یاد ستائی تو آپ نے فوراً حاضری دی جمعۃ المبارک کا دن تھا' حضرت صاحب کی بارگاہ میں مریدین بکثرت موجود تھے' کسی مسئلہ پر بحث ہو رہی تھی آپ فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب قبلہ نے مجھے فرمایا! شاہ صاحب الماری سے فتاوی عالمگیری لاؤ' میں فتاوی لایا اور انہوں نے فرمایا باب الجمعہ نکالیئے' میں نے متعلقہ مقام سے فتاوی کھولا وہاں پر جمعہ کے فرض ہونے کی شرائط مرقوم تھیں۔ جب میں نے پڑھا تو حضرت صاحب نے اس کی وضاحت فرمائی اور لوگوں سے ارشاد فرمایا تمہارا مسئلہ

حل ہو گیا ہے۔ مجھے بازو سے پکڑا' محفل سے باہر لائے اپنے سینے سے لگایا اور ارشاد فرمایا! میں نے آپ کو جو فیض دینا تھا وہ دے دیا ہے آپ کلمہ طیبہ کا خوب ورد کیا کریں اور مخلوق خدا کو فیض جاری کریں' دعا خیر سے نوازا اور میری پشت پر پیار سے تھپکی دی' فرمایا' جاؤ پیچھے مت دیکھنا یہی بیعت و خلافت کی اجازت تھی'

واپس گاؤں میں تشریف لائے اور کھیتی باڑی میں معروف ہو گئے کلمہ طیبہ کا وظیفہ و ذکر بہت بلند آواز سے فرمایا کرتے تھے ابتدائی سطح پر جو حلقہ دارادت میں آئے ان میں بابا دلبریار مرحوم اور ان کے عزیز و اقارب' گاؤں کے بہت سے لوگ شامل ہیں۔ جنھوں نے بعیت کی سعادت حاصل کی'۔

بابا دلبریار مرحوم ایک نہایت ایمان افروز واقعہ بیان کیا کرتے تھے' کہ ایک روز حضرت شاہ جیؒ نے مجھے حکم فرمایا۔ کہ دلبریار آیئے سیر کو چلیں' میں آپ کے ساتھ ہو لیا کافی دور پہنچے باباجی نے کلمہ شریف کا ذکر بہت بلند آواز سے کرنا شروع کیا اور مجھے فرمایا تم یہی بیٹھو۔ اور آپ میری نگاہ سے غائب ہو گئے' میں بے حد پریشان ہوا' کہ میرے شاہ جی کہاں چلے گئے! ابھی اسی شش و پنج میں تھا' کہ دور سے کلمہ طیبہ کی آواز سنائی دی' میں گھبرائے ہوئے دوڑا' مگر شاہ جی نہ ملے' صبح جب کنویں پر ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کیا آپ رات کہاں چلے گئے تھے' فرمانے لگے دلبریار خاموش رہا کرو!!

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ شاہ جی میرے قریب نماز ادا کر رہے تھے' مجھے نیند نے آلیا جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ حضرت شاہ جی کے اعضا بکھرے پڑے ہیں۔ سر' بازو' دھڑ سب الگ الگ ہوئے پڑے ہیں میں نے رونا شروع کر دیا' کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ میرے دل میں [illegible] پیدا ہوا کہ غور سے دیکھو۔ جب میں

نے آنکھوں پر ہاتھ پھیر کر دیکھا تو شاہ صاحب' سجدے میں ہیں ایسے واقعات کا متعدد بار ظہور ہوا۔

پھر کیا تھا کہ لوگ اکناف و اطراف کے دیہات سے آپ کی خدمت میں حاضری دینے لگے۔

اہم واقعہ

آپ کا ننھالی گاؤں مہماں تھا جب آپ کا وہاں جانا ہوتا تو زیادہ تر سردار حاکم علی کے ہاں ٹھہرتے' ان کی اہلیہ حاجن مائی کرم بھری آپ پر بہت شفقت فرماتیں' اور آپ اسے خالہ جی کہہ کر پکارا کرتے تھے' کیونکہ وہ آپ کی والدہ ماجدہ کی سہیلی تھیں اس کے باعث اس کا بے حد احترام فرماتے' وہ بیان کرتی ہیں کہ ایک بار حضرت بابا سید نور شاہ صاحب ہمارے ہاں آئے' رات یہیں ٹھہرے' نماز فجر مسجد میں ادا کرنے گئے وہاں کنویں سے پانی لیا جاتا تھا' لوگ اپنے اپنے لوٹے میں پانی بھر رہے تھے' ایک کامل نامی شخص نے بھرے ہوئے پانی کے لوٹے میں اپنا خشک ہاتھ ڈال دیا تو آپ نے فرمایا یہ پانی مستعمل ہو گیا لہٰذا یہ مکروہ ہے اب تم پہلے اپنے ہاتھ دھو لو پھر نیا پانی لے کر وضو کرو تو کامل نے غصے میں غیر مناسب الفاظ کہے اور کہا کچھ نہیں ہوا۔ آپ نے صبر و استقامت سے اس کی سخت باتیں برداشت کیں:۔

جب رات ہوئی تو کامل صاحب سو رہے تھے کہ ایک عجب واقعہ بیداری کے عالم میں پیش آیا کہ چارپائی الٹ گئی اور وہ نیچے آگیا یہ صورت تین بار پیش آئی۔ سوچا کوئی غلطی تو سرزد نہیں ہوئی۔ معاً" خیال آیا کہ سادات کے

ایک بچے کی بے ادبی واقع ہو گئی ہے۔

شاہ صاحب کے ماموں سید سرور علی شاہ اس کے دروازہ پر آیا اور انہیں گزشتہ دن کا تمام ماجرا سنایا۔ سید سردار علی شاہ صاحب جو اپنے وقت کے نہایت صوفی منش عابد و زاہد تہجد گزار انسان تھے انہوں نے باباجی کو بلایا جو ابھی بچے تھے ان سے دریافت کیا' فرمانے لگے میں تو ناراض نہیں ہوا۔ فقط مسئلہ بتایا تھا۔ اور کامل سے فرمایا جاؤ' آرام سے جاکر سو رہو اب تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔

ایک مرتبہ آپ کے گاؤں شیر محمد سے آپ کی بھینس چوری ہو گئی جو اکبر ڈوگر ڈھنڈی کے چوروں نے چرائی تھی' کچھ آدمی حضرت شاہ صاحب نے بھیجے کہ ہماری بھینس واپس کردو۔۔ اس نے جواب دیا آپ کی بھینس ہمارے پاس نہیں' قدرت خداوندی کہ اسی اثناء میں چور کے پیٹ میں شدت کی درد شروع ہوئی اور وہ چلا چلا کر کہہ رہا تھا بھینس میں نے چوری کی ہے اور فلاں مقام پر موجود ہے۔ پھر اس نے بڑی شرمساری و ندامت کا اظہار کرتے ہوئے بھینس لے کر واپس لوٹا۔

ایک مرتبہ گاؤں لدھووالا میں نماز جمعہ کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ اپنے جنگلی یار "اونٹ" پر سوار تھے کہ راستہ میں ایک درخت کے نیچے فقیر نما ایک شخص کو پایا اس نے کہا شاہ جی ایک جوڑا کپڑے عنائت فرمائیں' آپ نے اپنے اونٹ کو بٹھایا اور اترے اپنی دستار' کرتہ اور چادر اتار کر اسے دے دیں اور خود (لوئی) اوڑھنے والی بڑی چادر میں اپنے آپ کو لپیٹ لیا' ایک سال تک اسی لوئی کو ہی پہنے رکھا یہ واقعہ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی والدہ ماجدہ مرحومہ نے راقم اسطور سے بیان کیا' راقم الحروف کے نہائت ہی مشفق و مہربان پیر طریقت فخر سادات حضرت صاحبزادہ پیر سید مبارک علی شاہ

صاحب کوکب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی زبانی ایک اہم واقعہ بیان فرمایا۔ جس کے خصوصا" مبلغ اسلام واعظ خوش بیان پیر طریقت رہبر شریعت عاشق رسول حضرت الحاج پیر سید منور علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ جو اپنے وقت کے بقول خاص و عام اور محبوب رہنما تھے' جن کی خدمات مرکزی دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیرپور کے لئے سالہا سال تک وقف رہیں' حضرت فقیہ اعظم مولانا الحاج ابوالخیر محمد نور اللہ صاحب النعیمی القادری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی صدارت میں بیسیوں اجلاس سے خطاب فرماتے رہے' اور جب لوگوں سے دارالعلوم کے تعاون کی اپیل کرتے تو عورتیں اپنے زیورات تک حاضر کر دیتیں۔ وہ بھی اس واقعہ کے شاہد ہیں کہ جناب سید محسن علی شاہ صاحب کی شادی تھی سبھی افراد خاندان اس کی شادی میں بطور براتی جلوہ افروز تھے' حضرت قبلہ شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ازخود برات کے ساتھ جانے کی تیاری کی' لیکن بزرگوں نے فرمایا کہ آپ گھر پر ہی رہیں کیونکہ سفر طویل ہے اور سواری کا اضافی انتظام نہیں ہے۔ بہرحال تمام براتی اپنی اپنی سواریوں پر بیٹھے اور جہاں برات نے پہنچنا تھا وہاں تین چار گھنٹے میں پہنچے۔ عصر کی نماز کا وقت تھا' سبھی نے اپنی سواریاں باندھی اور نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد میں گئے تو دیکھا کہ حضرت شاہ صاحب مسجد میں تلاوت قرآن کریم میں مصروف ہیں۔ تمام براتی یہ کیفیت دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے۔ یہ آپ بلا سواری ہم سے پہلے کیسے پہنچے۔ حالانکہ آپ نے وہ تمام سفر پیدل کیا اور مسکراتے ہوئے فرمانے لگے چچا جان کی شادی تھی میں نے تو اس میں بہرحال شامل ہونا ہی تھا۔ (یہ طے ارض کا واقعہ ہے)

بابا دلبریار بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رات کے وقت میں باباجی کے ساتھ تھا۔ آپ نوافل ادا کرنے میں مشغول ہو گئے۔ میں بھی نوافل پڑھ رہا تھا

کہ مجھے نیند آگئی۔ میں سو گیا۔ جب مجھے جاگ آئی تو میں دیکھ کر حیران رہ گیا کہ باباجی سرکار کے جسم کے اعضاء الگ الگ بکھرے پڑے ہیں۔ میں ڈر گیا۔ میں نے سوچا کہ میری آنکھیں تو شاید بھول رہی ہیں۔ میں نے اپنی آنکھ کو ملا اب کیا دیکھ رہا ہوں کہ باباجی سجدہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ آپ نے جب سجدہ سے اپنے سر کو اٹھایا' دعا سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا۔ "شاہ جی! میں نے تو عجیب واقعہ دیکھا ہے کہ آپ کے جسم کے اعضاء الگ الگ میری آنکھوں کے سامنے پڑے ہوئے تھے"۔ آپ نے فرمایا یہ کسی سے نہ بتانا۔

بابا دلبریار کہتے ہیں اس جیسے واقعات کئی مرتبہ میں نے دیکھا۔ ایک بار مجھے باباجی اپنے ساتھ جنگل لے گئے۔ مجھے فرمایا۔ "دلبریار! تم نے ڈرنا نہیں۔ بس آرام سے بیٹھے رہنا ہے"۔ میرے دائیں بائیں دائرہ لگا دیا۔ حکم کیا کہ تم نے اس دائرہ سے باہر نہیں جانا' کچھ بھی ہو جائے۔ آپ غائب ہو گئے۔ تقریباً پانچ منٹ کے بعد میرے سامنے دو شیر آئے اور دونوں آپس میں لڑنے لگے۔ خوب زور آزمائی کی۔ ان کو لڑتے اور گتھم گتھا ہوئے آدھ گھنٹہ گزر گیا۔ میں خاموش تماشا دیکھتا رہا۔ سوچا کہ دوڑ جاؤں مگر آپ کا حکم تھا کہ تم نے دائرہ کراس نہیں کرنا۔ میں بتقاضہ بشری ڈر گیا۔ رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اسی اثناء میں باباجی سرکار کی آواز آئی۔ آپ ذکر کرتے میرے قریب آئے۔ مجھے تو خوف سے ذکر کرنا بھی بھول چکا تھا۔ تو وہ دونوں شیر دم دبا کر دوڑ گئے۔ اونچی آواز سے چنگاڑتے ہوئے ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ چاندنی رات تھی اور تہجد کا وقت تھا۔ آپ نے فرمایا۔ "دلبریار! تماشا دیکھا"۔ میں نے عرض کیا۔ "شاہ جی! یہ شیر کہاں سے آئے تھے"۔ فرمایا۔ "یہ دونوں جن تھے"۔ میں نے کہا جاتے ہوئے زور سے چنگھاڑ رہے تھے۔ فرمایا وہ کلمہ شریف کی گواہی دے رہے تھے۔

بابا دلبریار بیان کرتے ہیں کہ جمعۃ المبارک کا دن تھا' نماز عصر کے وقت شہر جلال آباد گاؤں کا ایک آدمی جمعہ پڑھ کر آیا۔ اس نے کہا کہ آج سید نور علی شاہ نے تو کمال کر دیا۔ جامع مسجد جلال آباد میں جمعہ پڑھایا' اور خطبہ جمعۃ المبارک میں' سرور کونین رحمتہ للعالمین سید المرسلین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی قرآن و حدیث کی روشنی میں شان بیان کی۔ اور یہ شعر پڑھا۔

صدقے نبی ﷺ تیری شان دے' صفت لکھی اے وچہ قرآن دے
تین لئی وچ جہاں دے' رب قرآن اتاریا

ابھی یہ آدمی بات کر رہا تھا۔ ایک دوسرا آدمی جو آپ کے آبائی گاؤں کا باشندہ تھا۔ اس نے کہا تم تو جھوٹ بول رہے ہو۔ آج تو سید نور علی شاہ نے تو شہر مغل سر کی جامع مسجد میں جمعہ پڑھایا ہے اور وہاں حضور سیدنا غوث اعظمؒ کی شان بیان کی ہے۔ جب یہ بات فخر سادات' پیر سید منور علی شاہ صاحب کے پاس پہنچی تو لوگ اکٹھے ہو کر ان سے دریافت کرنے آئے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا نور شاہ ولی کی بات چھوڑیں' وہ جہاں چاہیں' جب چاہیں جا سکتے ہیں۔

مستری محمد ابراہیم صاحب مرحوم بیان کرتے ہیں کہ جب گاؤں شیر محمد میں کے ایک کونے میں ایک کچی مسجد تعمیر کرائی تو کافی احباب وہاں آپ کی امامت میں نماز ادا کرتے' لوگوں نے اصرار کیا کہ آپ درس قرآن کا سلسلہ شروع فرمائیں تو آپ نے مجھے حکم فرمایا کہ تو نے میرے ساتھ لاہور جانا ہے' بہر حال آپ کی معیت میں لاہور آنا ہوا۔ دار العلوم حزب الاحناف اندرون دہلی گیٹ لاہور۔ شیخ المحدثین راس المفسرین حضرت پیر سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ صاحب محدث الوری رحمہ اللہ تعالیٰ تہ خانہ میں درس حدیث شریف میں مصروف تھے۔

ہم خاصی دیر درس حدیث پاک سے محظوظ ہوتے رہے' جب چھٹی ہوئی تو حضرت شاہ صاحب نے آپ کے ساتھ انتہائی شفقت کا اظہار فرمایا۔ کیونکہ آپ حضرت کے ارشد تلامذہ میں بلند مقام رکھتے تھے۔

دوران ملاقات شاہ صاحب نے عرض کیا' میں ترجمہ قرآن کریم لینے حاضر ہوا ہوں۔ حضرت سید دیدار علی شاہ صاحب نے ہی کتب خانہ سے مترجم قرآن کریم عنایت فرمایا۔ اور دعائے خیر سے نوازا۔ واپسی پر گاؤں میں اسی قرآن کریم پر آپ نے درس قرآن کا سلسلہ شروع فرمایا۔ زراعت کا معاملہ چونکہ ساتھ ساتھ جاری تھا کہ۔

ایک مرتبہ کنویں کو کھلار پڑ گئی تو قریبی شیخ موراں والا میں مستری بابا کے دو بیٹے مستی چراغ دین اور مستری محمد دین صاحبان کو بلایا۔ وہ دونوں بھائی آئے' انہوں نے کنویں کی کھلار نکالی۔

حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں شب و روز عبادت میں مصروف رہتا ہوں اس لئے کنویں کے چکر میں ایک علامت لگا دیں کہ مجھے معلوم ہوتا رہے کہ اونٹ چل رہا ہے یا رک گیا ہے۔ تب انہوں نے آواز دینے والی ایک چیز لگا دی' جس کے باعث آپ باخبر رہتے۔

ادھر عبادت ہوتی اور ادھر آب پاشی کا تسلسل بھی قائم رہتا۔ وہ دونوں بھائی آپ کی عبادت و ریاضت سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے اپنے گاؤں کے لئے آپ سے پروگرام لیا۔ اس گاؤں کا نام شیخ موراں والا تھا۔ وہاں کی تمام ڈوگر برادری بھی آپ کی بیعت سے مشرف ہوئی۔ وہاں آپ نے ایک مسجد تعمیر کرائی اور وہاں فیوض و برکات تقسیم فرمانے کے لئے گاہے بگاہے تشریف لایا کرتے۔

اولین مریدین حاجی بگھا ولد رانا سردار جلال دین' حاکم علی ولد رانا' بابا باجا یار' سردار مستقیم' مولوی محمد اسحاق قریشی صاحب' صوفی چراغ محمد' سردار اللہ دتہ نمبردار" سردار ہستا' بابا باغ علی جس کو پیار سے تمرلنگ فرماتے تھے۔

خوب محافل بجتی' اور کلمہ طیبہ کا ذکر شریف بلند آواز کے ساتھ فرماتے۔ اکناف و اطراف میں دور دور تک آواز جاتی اور متعدد لوگ حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔ سردار علی ولد اللہ دتہ میرعالم خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ اسی اثناء میں مستری محمد دین صاحب کے ہاں آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا جس کے کان میں شاہ صاحب نے اذان پڑھی۔ اور گھٹی کے لئے اپنا لعاب دہن ڈالا اور اس کا نام محمد سلیمان تجویز فرمایا۔ نیز دعائے خیر سے نوازا۔ الحمدللہ وہی بچہ محمد سلیمان آج محکمہ ہاؤسنگ لاہور میں اعلیٰ آفیسر کے طور پر ملک و ملت کی خدمت میں مصروف ہے۔

اسی شیخ موراں والا کی زمین بنجر تھی اور پانی کی شدید کمی تھی۔ جملہ مریدین نے آپ کی خدمت میں گزارش کی کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تاکہ پانی کی قلت دور ہو۔ آپ سبھی کو گاؤں سے باہر لے گئے اور نماز استسقاء ادا کی گئی اور خصوصی طور پر سجدے میں گڑگڑا کر بارش کے لئے دعا کی۔ بس اسی اثناء میں بادل نمودار ہونا شروع ہوئے اور "آناً فاناً" بارش برسنا شروع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے چند سال بعد وہ غریبوں کی بستی امیر ترین بستیوں میں شمار ہونے لگی۔

وہ لوگ ہمیشہ آپ کی خدمت میں حاضری دیتے رہے اور آپ کے پروگرام بھی حاصل کرتے۔ اسی طرح قاسم کے ڈوگر بھی حلقہ ارادت میں آئے۔ عظیم جماعتیں حاضر رہتیں اور خوب کلمہ طیبہ شریف کے ذکر کی محافل

سجا کرتیں۔

اسی اثناء میں تحریک پاکستان شروع ہو گئی اور آپ نے بھی اس کی تحریک کی کامیابی اور قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم کی کامرانی کے لئے بھی دعائیں کرتے رہتے۔

قائد اعظم کو بڑے پیار سے مسٹر جناح کہتے۔ خصوصاً" دعا کرتے۔ "یا اللہ! پاکستان کو معرض وجود میں لائیے اور ہم تمام مسلمان مشترکہ طور پر جماعتوں کی شکل میں پاکستان جائیں اور پاکستان جا کر بسائیں"۔ لوگ آپ کی دعاؤں سے مسکراتے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے مگر وہی ہو کر رہا جو طلب کرتے رہے۔ بعض علماء و مشائخ اور اولیاء وقت کی دعا اور قائد اعظم کی کاوشوں سے پاکستان معرض وجود میں آیا تو حضرت شاہ صاحب ایک عظیم جماعت لے کر دریائے ستلج پر پہنچے۔ دریائے ستلج پر ملاح کشتی چلانے والے آپ کے ارادت مند تھے۔ جب دریا پر پہنچے تو آپ نے وہاں اپنے چچا بزرگوار مبلغ اسلام حضرت الحاج پیر سید منور علی شاہ صاحب کو بمع اہل خانہ و خاندان کو بڑی پریشانی کے عالم میں وہاں پایا۔ انہوں نے کہا۔ "نور شاہ! آپ ہمیں کہیں ٹھکانے پہنچاؤ"۔ مضافات کنگن پور کے کھجور نامی گاؤں میں بڑے احترام اور امن و امان کے ساتھ وہاں پہنچایا۔ واپسی پر خیال فرمایا کہ گاؤں کی مسجد میں بطور شکرانہ دو نفل ادا کئے جائیں۔ نفل پڑھ کر جب مسجد سے باہر تشریف لائے تو آپ کا جوتا غائب تھا۔ پھر ننگے پاؤں واپس دریائے ستلج آئے۔

راقم السطور کے برادر اکبر سید محمد احمد شاہ صاحب مرحوم اس وقت صرف ایک ماہ دس دن کے تھے۔ ہماری والدہ ماجدہ نے اپنے فرزند ارجمند گاؤں نکوکی میں اپنے مریدوں کے ہاں ٹھہرایا اور وہاں مسجد کی تعمیر میں مصروف ہو

گئے۔ بڑی عالی شان مسجد تعمیر کرائی اور کچھ دیر وہیں قیام فرمایا۔ موضع ڈھلانہ ضلع قصور کے ذیلدار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے ہاں لے آئے۔ یہاں بھی حسب معمول وہی محبوب طریقہ تعمیر مسجد کا جاری کیا۔ اور بچوں اور بڑوں کو قرآن تعلیم سے آراستہ فرمانے لگے۔ وہ لوگ آپ کا بے حد احترام کرتے۔ انہوں نے رہنے کے لئے مکان اور دیگر ضروریات سے خدمات انجام دیں۔ وہاں کے ذیلدار صاحب نے آپ کی خدمت میں نہایت خوبصورت پلنگ پیش کیا جو کہ تاحال اپنی اصلی حالت میں صحیح و سالم محفوظ ہے۔

حضرت پیر سید منور علی شاہ علیہ الرحمہ اور پیر سید محمد یعقوب علی شاہ صاحب پرندہ شریف میں آ کر متمکن ہوئے۔ چونکہ قبل از تقسیم خطیب اسلام فخر سادات حضرت پیر سید محمد یعقوب علی شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارادت مندوں کا وسیع حلقہ موجود تھا۔ ان لوگوں نے سادات کی رہائش کے لئے گاؤں کے درمیان بڑی عالی شان جگہ تجویز کی۔ اور تعمیر شدہ دو منزلہ مکان پیش کر دیا۔ اور ساتھ ہی ہندوؤں کا گردوارہ کی جگہ پیر صاحب کی خدمت میں پیش کی۔

خطیب اسلام پیر سید محمد یعقوب علی شاہ صاحب آپ کو تلاش کرتے کرتے ڈھلانہ پہنچے' آپ کو اپنے ساتھ پرندہ شریف میں لائے۔

پرندہ شریف میں گاؤں سے باہر عید گاہ تعمیر کرائی اور اس کی تعمیر میں مبلغ اسلام حضرت پیر سید منور علی شاہ صاحب علیہ الرحمتہ کی بے پایاں خدمات تھیں' موصوف نے آپ کو حکم فرمایا کہ آپ عید گاہ میں نماز پنجگانہ' نماز جمعہ اور درس قرآن کے لئے کام سرانجام دیتے رہیں۔

عید گاہ کی تعمیر کا ابھی کام باقی تھا۔ چار دیواری بھی نہیں تھی۔ تو آپ نے حضرت مبلغ اسلام سے عرض کیا۔ آپ کے بیرونی پروگرام ہوتے ہیں' دین

حنیف کی خدمت میں پیہم مصروف ہیں۔ آپ نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ عید گاہ کی چہار دیواری جلد بنوا دی جائے گی لیکن ابھی تک وعدہ ایفاء نہیں کیا۔

حضرت مبلغ اسلام نے تیزی میں جواب دیا' جس سے آپ بے حد دلبرداشتہ ہوئے۔ تاہم آپ پنجگانہ نماز کا سلسلہ جاری رکھا۔ جب اس بات کا علم آپ کے مریدین سابقہ شیخ موراں والا کو ہوا تو وہ آپ کو کوٹ دھارا سنگھ مضافات چونیاں لے گئے جہاں انہوں نے پاکستان بننے کے بعد اپنا مسکن و مامن بنایا ہوا تھا۔

آپ نے وہاں پر بڑی لگن اور محنت سے دین محمدیہ کا کام شروع فرمایا۔ خصوصا" مسجد کی تعمیر کے لئے اپنے قدیم مرید مستری محمد دین کو خصوصی طور پر بلایا جو کل موکل میں قیام پذیر تھے۔ اس نے شاہی مسجد لاہور کی شکل و صورت میں وہاں مسجد کی بنیاد رکھی اور نہایت عالی شان گنبدوں سے مسجد منصفہ شہود پر جلوہ گر ہوئی۔

جہاں راقم السطور کا بچپن گزرا' بابا جی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وہاں قرآنی تعلیم کو عرصہ دراز تک جاری رکھا۔ اکناف و اطراف کے مسلمان آپ کے فیوض و برکات سے بہرہ ور ہوتے رہے اور آج بھی اس مسجد کی بہاریں آپ کی محبت کو یاد دلا رہی ہیں۔ میرا کئی بار وہاں جانا ہوا۔ پروگرام کئے اور یہ سلسلہ بدستور جاری ہے۔ لوگ بڑی محبت سے مجھے بلاتے ہیں۔ صاحبزادہ سید احمد حسن شاہ صاحب المعروف حضرت صاحب بھی وہاں جاتے رہتے ہیں۔

متعدد باران ارادت مندوں اور عقیدت مندوں نے مجھے دعوت دی۔

مثلاً

ماسٹر سردار محمد شفیع صاحب ظفر	جناب احمد دین صاحب

ماسٹر مشتاق احمد صاحب	جناب حافظ صاحب
ماسٹر صابر حسین صاحب	احمد یار صاحب
جناب اللہ دتہ صاحب چیئرمین	سردار باغ علی صاحب
جناب محمد امین نمبردار صاحب	محمد امین صاحب
جناب محمد مستقیم صاحب	ڈاکٹر صوفی محمد ایوب کوٹ ارجن سنگھ والے
سردار فرزند علی صاحب	بابا اللہ جوایا کمہار
سردار محمد شریف صاحب ولد حاجی بگھا	بشیر احمد کمہار
جناب فرزند علی تھانیدار	مائی عائشہ بی بی دختر بابا غلام قادر
جناب سید ملک شاہ صاحب	اہلیہ حاجی بگھا والدہ
جناب کمال دین صاحب	محمد شریف صاحب

آپ کا خصوصی طور پر کھانا تیار کرتیں۔

مسجد میں نماز تہجد سے ہی مشغول عبادت رہتے۔ نماز ضحیٰ (چاشت) کے بعد مسجد کے حجرہ میں آرام فرمایا کرتے۔ جب دوبارہ پرندہ شریف واپسی ہوئی تو چودھری علی محمد گجر کے ہاں ڈھانگیانوالہ کھوہ پر نماز پنجگانہ کے لئے تشریف لے جایا کرتے۔ راقم السطور اور دیگر برادران من آپ کی معیت میں ہوتے۔

چودھری علی محمد کے ہاں بڑی دعوتیں ہوا کرتیں۔ مریدین و معتقدین بکثرت دعوت طعام میں شامل ہوتے' اس کے بعد تھتھے خالصہ ضلع قصور میں چند ماہ قیام فرمایا۔ بعدہ چک نمبر ۱۱ کی بگی مسجد میں دائم یار کی ڈھاری پر مسجد بنوائی۔ لنگر خانے بنوائے۔ باراں دریاں بنوائیں۔ مہمانوں کے لئے چند ماہ بعد پوناست چک نمبر ۷ والوں نے پرزور اصرار کیا کہ ہمارے ہاں تشریف لے آئیں۔ جن میں چودھری خدا بخش باجوہ' سید رستم علی شاہ' مہر خوشی محمد' محمد شفیع گھمن' حاجی

مہر فتح محمد، نمبردار محمد شریف، میاں محمد عبداللہ، محمد نواز گھمن، چودھری ظفر احمد تھانیدار اور سید اقبال حسین شاہ، سید محمد شاہ چودھری نذیر احمد ولد خدا بخش وغیرہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

یہاں عظیم الشان مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ مستری نذر حسین نے بڑی محنت سے مسجد کی تعمیر کرتے رہے۔ پھر آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کے ارشاد پر، پرندہ شریف کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مرکز بنایا۔ تاہم ہر دیسی ماہ کا تیسا جمعہ سلطان خان اور متعدد معتقدین کی معروضات پر چک نمبر ۱۰ کی جامع مسجد میں قائم رکھا۔ عظیم الشان اجتماع ہوتا، اکناف و اطراف سے مریدین و معتقدین جوق در جوق جماعتوں کی صورت میں وارد ہوتے۔ چودھری محمد زاہد مستری ولی محمد اور دوسرے احباب آنے والوں کے طعام و قیام کا اہتمام کرتے۔

نماز پنجگانہ پرندہ شریف میں نہر کے پرانے پل کے ساتھ مختصر سی جگہ پر سردیوں اور گرمیوں میں اور دعا فرمایا کرتے۔ اگرچہ سردی و گرمی کی شدت میں اضافہ ہی کیوں نہ ہوتا۔ آپ نے اپنے اس معمول میں معمولی سا بھی فرق نہ آنے دیا۔

راقم السطور ایک دن اسی مقام پر نماز ادا کر رہا تھا کہ لاہور سے مولوی فضل حسین صاحب اندرون لوہاری گیٹ جو آپ کے حلقہ ارادت میں داخل تھے، حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا میری بہو سخت بیمار ہے۔ ہسپتال صدر کینٹ لاہور کے ڈاکٹر نے جواب دے دیا ہے۔ نیز اس نے کہا ہے کہ اسے کینسر ہے۔ میں نے بابا جی کو ملنا ہے۔ بتایئے وہ کہاں ہیں۔ میں نے انہیں کہا۔ اس وقت بابا جی کوٹ سندر سنگھ والا نزد کوٹ رادھا کشن میں تشریف فرما ہیں۔ مولوی فضل حسین صاحب وہی کوٹ سندر سنگھ والا پہنچے اور تمام ماجرا کہہ سنایا۔ قبلہ بابا جی

رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ بیٹا! فضل حسین! پریشان نہ ہو۔ یہ ٹھیک ہے ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ مگر یاد رکھ ہم نے تو جواب نہیں دیا، البتہ ایک شرط ہے وہ یہ کہ پرندہ شریف میں نہر کے پرانے پل کی جگہ مسجد بنوائیں۔ جہاں ہم نماز پڑھا کرتے ہیں۔ انہوں نے بصد خوشی و مسرت آپ کے حکم کو قبول کیا تو آپ نے اپنے تیمم والی مٹی سے ایک ڈھیلا دیا اور فرمایا بچی کو جہاں تکلیف ہے، اس جگہ پر تین بار یومیہ کلمہ شریف کا ورد کر کے پھیر دیا کریں۔ ان شاء اللہ صحت یاب ہو گی۔ چنانچہ انہوں نے آپ کے ارشاد و فرمودہ وظیفہ پر عمل کیا اور بہت جلد وہ خاتون صحت یاب ہو گئیں۔ اور وہ ابھی تک تندرست و توانا بقید حیات ہے۔

والی پرندہ شریف قدوۃ السا لکین سند العارفین امام الواصلین پیر طریقت رہبر شریعت واقف راز حقیقت فیض درجت حضرت الحاں پیر سید نور شاہ ولی رحمتہ اللہ علیہ

تبلیغ دین آپ کا روزانہ کا معمول تھا۔ نماز ظہر، عصر او فجر کے بعد درس قرآن کریم ضرور دیتے تھے۔ خواہ ایک آیت پاک کا خصوصا" نماز جمعتہ المبارک سے قبل بڑے اہتمام سے وعظ فرماتے۔ ہر دیسی ماہ کے اعتبار سے خطبات جمعہ متعدد مقامات پر تقسیم کئے ہوئے تھے۔ جہاں بھی مرید دعوت دیتے، ضرورر جاتے۔ صرف شرط یہ ہوا کرتی تھی کہ مسجد بنائیں اور ساتھ حجرہ بھی ہو۔ تاکہ عبارت کرنے کے بعد ذرا آرام کیا جائے۔ وعظ شریف کرتے وقت بڑی رقعت آمیز کیفیت طاری ہو جاتی۔ آنکھوں میں آنسو آ جاتے۔ سرکار دو عالم ﷺ کا ذکر پاک اتنی محبت سے کرتے کہ دیکھنے والا حیران رہ جاتا۔ اپنی تقریر میں اشعار بڑے ذوق سے پڑھتے۔ خصوصا" یہ اشعار ضرور پڑھتے۔

خداوندا سچی سرکار تیری
ملا محبوب پاک سکدی جان میری

میں مراں تاں تد سراں جد ویکھ لاں سرکار نوں

سر میرا ہو قدماں ولے منہ میرا دربار نوں

اے صبا روضے رسول اللہ ﷺ دے جائیں
میرا احوال رو رو سنائیں

چین آئے نہ تیرے دیدار بناں ویکھاں کد واللیل زلفاں تیریاں
صدقے نبی تیری شان دے، صفت لکھی ہے وچہ قرآن دے
تسیں لئی وچہ جہان دے رب قرآن اتاریا

شب معراج رسول نوں پروردگار پکاریا
عرش بریں تے آ ذرا میرے محمد ﷺ پیاریا

مکڑا درد پیار دا عشق ہے تیرے دیدار دا
درس دکھا ہن آن کے دیس عرب دے لاڑیا

عطر گلاب سے منہ کو دھو حب حضور ﷺ کی دل میں ہو
سدا زبان سے یہ کہیو صل علیٰ محمدا"

شکر خدا محمدی ہم کو بنایا امتی
کس کو ملا یہ مرتبہ صل علیٰ محمد ﷺ

کس کی مجال دم بھر لے صفت حضور ﷺ کی کرے
جس کا وظیفہ ہو گیا صل علیٰ محمد ﷺ

حضور ﷺ کے ساتھ عشق اس حد تک تھا کہ جب ذکر رسول ﷺ ہوتا تو ان کی آنکھیں پرنم ہو جاتیں۔ ایک دفعہ سالانہ محفل میلاد شریف کی ۱۲ ربیع الاول شریف کو بعد از نماز فجر کو آپ یہاں نوری پیر خانہ پرندہ شریف میں مناتے۔ اس عظیم تقریب میں مجھے حکم فرمایا کچھ بیان کرو۔ میں نے سرکار دو عالم ﷺ کی شان اور بزرگان دین کی عظمت بیان کی اور یہ شعر پڑھا۔

چل ہوراگیرے چل وسئے جتھے ہنجواں دیاں برساتاں نیں

یہ پڑھنے کی دیر تھی کہ ہر ایک پر ایسی وجدانی کیفیت ہوئی کہ بیان کرنے سے باہر ہے۔ آپ بار بار فرمائے کہ یہی شعر پڑھتے جاؤ۔ بہرحال بڑی دیر تک میں نے یہ شعر پڑھا۔ آپ اتنا روئے اور ساری محفل میں شریک افراد کی آنکھیں پرنم تھیں۔ آپ کا ایک خاص مقولہ تھا۔

"دو جہان دے والیاں دی بڑی شان اے"

یہ حقیقت ہے کہ جتنا جس کا حضور ﷺ سے پیار ہوگا اتنا اس کا بلند مرتبہ ہوگا اور درجات بڑھتے چلے جائیں گے۔ عشق رسول اکرم ﷺ ایماندار آدمی کا سرمایہ ہے۔ بلکہ ایمان کی جان ہے۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی" فرماتے ہیں۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے
خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ ﷺ

تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

ہماری تعلیم

ہم تینوں بھائیوں کو باباجی سرکار نے ہی قرآن پاک پڑھایا۔ جب بھی کہیں مریدوں پر دورہ فرماتے چاہے ماہانہ یا سالانہ ہوتا' مریدوں کی طلب پر جو وقت دیتے۔ ہمیں بھی ساتھ لے جاتے۔ جتنی سفر کی تکلیف اٹھانا پڑتی وعدہ پورا کرتے۔ ایک دفعہ نماز عید کا وقت قلعہ دیوا سنگھ ضلع اوکاڑہ میں بابا نتھا ڈوگر اور حاجی نور احمد حاجن نور بھری اور رحمت علی نمبردار کے ہاں دیا تھا۔ عید کا چاند یہاں پرندہ شریف میں ہی نظر آیا۔ ساری رات گھوڑوں پر سفر کیا۔ تب جا کر نماز عید کے وقت قلعہ دیوا سنگھ پہنچے۔ یہ وعدہ وفا کرنے کی ایک مثال ہے۔ ایسی کئی مثالیں موجود ہیں۔ ہمارے بچپن کے ایام میں بڑے طویل سفر کئے۔ چک نمبر ۳۸۵ تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں اکثر مرتبہ بابا علی بہادر جوئیہ چودھری جلال دین' صوفی محمد حسین' چودھری حاجی خوشی محمد' بابا بہادر جوئیہ' محمد عارف وٹو' بابا علی شیر' چودھری شرف الدین' چودھری فلک شیر' چودھری نور دین' حاجی محمد شفیع' محمد حسن وٹو (مرحوم) کی دعوت پر جاتے۔ بڑی محفلیں ہوتیں۔ کلمہ طیبہ کا اجتماعی طور پر بڑا ذکر ہوتا۔ اب بھی اسی طرح مذکورہ بالا بزرگوں کی اولاد نوری پیر خانہ (پرندہ شریف) کے ساتھ عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ اکثر مقامات پر بہت سی مساجد تعمیر کرائیں۔ خصوصاً" قلعہ دیوا سنگھ میں مسجد و مہمان خانہ بنوایا۔ کافی دیر تک ہر دیسی ماہ کا دوسرا جمعہ پڑھاتے رہے۔ بڑی تعداد میں لوگ حاضری دیتے اور دعائیں کراتے اور فیض یاب ہوتے۔ منڈی کنگن پور میں

بھی اور اس کے مضافات میں دریائے ستلج کی دوسری طرف گاؤں نکو کی میں ہر دیسی ماہ کا پہلا جمعہ پڑھاتے۔ وہاں مریدوں کی بہت بڑی جماعت ہے۔ خصوصاً حضرت مولانا غلام محمد صاحب جو مرید صادق اور عاشق اہل بیت اطہار بھی ہیں۔ بڑی محبت سے حضور قبلہ بابا جی کا ریلوے اسٹیشن منڈی کنگن پور پر استقبال کرتے۔ اور بڑی شان سے بابا جی سرکار کو اپنے گاؤں میں لے جاتے۔ اور جمعۃ المبارک میں عظیم اجتماع ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج بھی پیر سید احمد حسن شاہ صاحب عرف حضرت صاحب ہر دیسی ماہ کا پہلا جمعۃ المبارک گاؤں نکو کی میں باقاعدہ پابندی کے ساتھ پڑھاتے ہیں۔ اور مریدین قرب و جوار کے حاضری دیتے ہیں۔ اس گاؤں نکو کی میں باغ علی گجر رہتے تھے۔ ایک دفعہ بابا جی وہاں تشریف لے گئے۔ ہم بھی ساتھ تھے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ بابا جی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ باغ علی کو بیٹا عطا کرے۔ آپ نے دعا کر دی۔ دوبارہ جب جانا ہوا تو لوگوں نے کہا بیٹا تو ہوا ہے لیکن رنگ کا کالا ہے۔ اب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو گورے رنگ کا بیٹا عطا کرے۔ بس ولی کے منہ سے دعا نکل گئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑا خوبصورت بیٹا عطا کیا۔

کشف و کرامات

○۱۔ ایک مرتبہ ۱۲ ربیع الاول شریف کے روز صبح سالانہ محفل میلاد شریف میں جو کہ نوری پیر خانہ پرندہ شریف منعقد ہوتی ہے۔ حضور قبلہ بابا جی سرکارؒ مناتے تھے۔ وہ آج بھی بڑے تزک و احتشام سے منائی جاتی ہے۔ مجھے آپ نے حکم فرمایا کہ بیان کرو۔ میں نے میلاد شریف کے موضوع پر تقریباً

ایک گھنٹہ بیان کیا۔ دوران تقریر مجھے تقریباً تین صد روپیہ کے نزدیک لوگوں نے دیئے۔ تقریر کے بعد آپ نے مجھے اجازت دی۔ چونکہ میں نے مرید کے میں جلوس عید میلاد النبی ﷺ میں شریک ہونا تھا۔ میرے ساتھ ہی ایک پیر بھائی نے آپ سے اجازت لی اور ساتھ ہی اس نے بابا جی کو ۵۰ روپے بطور نذرانہ پیش کئے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ یہ پچاس روپے بابا جی مجھے دے دیں۔ بہرحال ہم لوگ اجازت لے کر مسجد سے باہر آ گئے۔ اچانک بابا جی نے آواز دی۔ سید احمد واپس مسجد میں آؤ۔ میں حاضر ہوا۔ آپ نے وہی ۵۰ روپے پکڑ کر مجھے فرمایا کہ یہ لو راستے میں تمہارے کام آئیں گے۔

○۲۔ خان شبیر احمد خان صاحب مدہ کوٹلی تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ والے نے خود اپنی زبانی بیان کیا کہ میرے ہاں تین آدمی اور ایک عورت آئے۔ وہ پیر فقیر بنے ہوئے تھے۔ وہ لوگ مجھے کہنے لگے کہ آپ زیور لائیں ہم اس کو دوگنا کر دیں گے۔ شبیر خان کے ہاں اس وقت کچھ اپنا زیور اور کچھ بچیوں کا زیور بطور امانت موجود تھا۔ ان جعلی پیروں کو دے دیا اور خان صاحب سے کہا کہ ہمارے پاس یہ ایک دربار کا نقشہ ہے اس کو بوسہ دیجئے۔ خان صاحب نے جب بوسہ دیا تو ساتھ ہی بے ہوش ہو گئے۔ جعلی پیروں نے زیور والی تھیلی بدل دی اور اپنے پاس سے ایک تھیلی خان صاحب کو دے دی اور خان صاحب سے کہا کہ ہمیں ابھی شکر گڑھ پہنچاؤ۔ تانگہ منگوایا۔ انہوں نے خان صاحب کو بھی ساتھ بٹھایا۔ جب تین فرلانگ تک پہنچے تو خان صاحب نے کہا کہ مجھے بابا جی سرکار کی آواز سنائی دی۔ شبیر خان! ہوش کرو۔ تب ہوش کرو گے' جب لٹ جاؤ گے۔ بس یہ آواز سنتے ہی مجھے ہوش آیا۔ خان صاحب نے ان جعلی پیروں کو کہا کہ میرا زیور واپس کر دو ورنہ میں تمہاری بے عزتی کروں

گا۔ انہوں نے خان صاحب کو زیور دے دیا اور معافی مانگنے لگے۔ یہ اس وقت کی کرامت ہے جب آپ کے وصال کو تین برس گزر چکے تھے۔

○ ۳۔ امانت علی خان مدہ کوٹلی تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ والے رینجر میں ملازم تھے۔ خالکے (قصور) میں تعنیات تھے۔ اتفاق سے خالکے میں باباجی سرکار تشریف لے گئے خان صاحب کو کسی نے بتایا کہ ہمارے ہاں ہمارے پیر صاحب تشریف لائے ہیں۔ خان صاحب ملاقات کے لئے آئے اور بیعت ہو گئے چند دنوں کے بعد عرض کیا کہ میری والدہ بیمار ہیں۔ اور اسے جن کا سایہ ہے۔ آپ میرے ساتھ شکر گڑھ چلیں آپ نے جواباً فرمایا کہ میں بغیر طلب کے کبھی نہیں گیا جب جن خود طلب کرے گا تو ضرور جاؤں گا۔ خان صاحب کہنے لگے یہ کیسے ہو سکتا ہے آپ نے فرمایا تم صبر کرو آپ ہر نماز کے بعد شکر گڑھ کی طرف منہ کر کے پھونک لگاتے۔ چند دنوں کے بعد خان صاحب کو گھر سے خط آیا کہ اپنے پیر صاحب کو ساتھ لے کر گاؤں میں آؤ۔ پیر صاحب کو جن یاد کرتا ہے خیر باباجی سرکار کے ساتھ ہم تینوں بھائی گئے ریل گاڑی میں سفر کیا شام کی نماز ان کے گاؤں کی مسجد میں ادا کی نماز کے بعد امانت علی خاں کے گھر گئے مریضہ کے سرہانے کھڑے ہو کر کلمہ طیبہ کا ذکر کیا۔ ذکر کے بعد جن کو مخاطب کر کے فرمایا تم کون ہو وہ خاموش رہا تین دفعہ کہنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ اگر جواب نہیں دینا تھا تو ہمیں یہاں آنے کی دعوت کیوں دی۔ ہم نے کتنی مسافت طے کی ہے تو اس جن نے آپ کو جواب دیا کہ آپ ایک بار یہاں تشریف لانے سے تھک گئے ہیں میں تو ہر نماز میں آپ کے ساتھ شامل ہوتا تھا۔ جب آپ نماز پڑھ کر شکر گڑھ کی طرف منہ کر کے پھونک لگاتے تو میں آپ کی دائیں جانب کھڑا ہوتا تھا۔ بہرحال وہ جن مرید ہو گیا۔ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر وہاں کافی

لوگ حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔

○ ۴۔ چھانگا مانگا والے ذخیرے سے عشاء کی نماز کے بعد گزر رہے تھے۔ ہم تینوں بھائی بھی ساتھ تھے۔ باباجی درود شریف کا ورد اونچی آواز کے ساتھ بڑی خوش الحانی سے کرتے جا رہے تھے۔ رات تقریباً" ۱۱ بجے کے قریب چک نمبر ۳۳ میں پہنچے۔ صبح پتہ چلا کہ رات محمد دین کے بھائی کو جن کا سایہ ہو گیا ہے اور وہ بے ہوش پڑا ہے۔ باباجی سرکار آپ چلیں۔ آپ تشریف لے گئے۔ جب آپ نے محمد دین کے بھائی کو دم کیا۔ فرمایا تم کون ہو؟ اس جن نے اپنا نام بتایا۔ آپ نے فرمایا تم نے اس کو کیوں پریشان کیا ہے؟ تو جن نے کہا کہ آپ گزشتہ رات تقریباً" ۱۰ بجے کے قریب چھانگا مانگا کے ذخیرے سے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر گزر رہے تھے اور تین بجے آپ کے ساتھ تھے۔ بڑی اونچی آواز سے درود شریف کا ذکر کرتے جا رہے تھے۔ ہم نے آپ کی پیاری آواز سنی۔ بڑی کوشش کی کہ آپ کی زیارت کریں۔ لیکن جب ہم آپ کے چہرے کی طرف دیکھتے تو اتنا نور نظر آیا کہ آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ ہم نے سوچا کہ آپ کی زیارت کس طرح کی جائے۔ ہم نے یہ ترکیب بنائی کہ محمد دین کے بھائی کے ذریعے آپ کی ملاقات کرتے ہیں۔ اگر یقین نہ آئے تو اپنے گھوڑوں کی گردنوں کے بال گوندھے ہیں۔ یہ جن مرید ہو گئے ہیں اسی طرح کئی جن آپ کے مرید ہوئے۔ متعدد بار دیکھنے میں آیا کہ بس کلمہ شریف ہی پڑھ کر دم کرتے۔

جامع مسجد نوری کی تعمیر

جامع مسجد نوری کی تعمیر سن ۱۹۷۷ء میں ہوئی جہاں آج جامع مسجد نوری پرندہ شریف موجود ہے۔ اس جگہ پر پرانی نہر کا پل تھا۔ آپ نے صاف جگہ پر پنج گانہ نماز پڑھانی شروع کی۔ خاص نمازیوں میں میاں محمد اکبر کھوکھر حاجی چراغ دین نمبردار' مشتاق احمد خاں نیازی' چودھری علی محمد گوجر' محمد علی ولد مولوی محمد دین مرحوم' ڈاکٹر بشیر احمد مستری محمد منشاء' مستری محمد رمضان' مستری محمد رفیق' مستری نور محمد' مستری پٹھانا۔ جب بھی مسجد کا کوئی کام ہوتا تو فورا" ان کو بلاتے اور یہ لوگ مسجد کی خدمت کر کے بڑے خوش ہوتے۔ پہلے کچی مسجد بنائی گئی' اس کے بعد پکی مسجد تعمیر کروائی جس کی تعمیر کے لئے لاہور سے مستری و مزدور منگوائے گئے۔ اس کی تعمیر میں سب پیر بھائیوں نے حصہ لیا۔ خاص کر حاجی عبدالوہاب' مولوی فضل حسین' ظہور حسین' ملک محمد صدیق صاحب کاچھو پورے لاہور والے نے خوب حصہ لیا۔ مستری محمد یوسف لاہور والے دن رات محنت کر کے عظیم جامع مسجد پایہ تکمیل تک پہنچائی۔ جس کا نام نوری جامع مسجد حضور قبلہ باباجی سرکار نے تجویز فرمایا۔ ابتدا میں راقم السطور نے بجلی لانے کے لئے کوشش کی۔ عبدالغفور اپریٹر سرکاری ٹیوب ویل سے بات کی۔ اپنی تار لاہور سے خصوصی طور پر منگائی گئی کنکشن مسجد کو دیا گیا۔ نلکے پر موٹر پمپ فٹ کروایا جو بطور ہدیہ محترم میاں مشتاق احمد صاحب مدینہ کھاد سٹور غلہ منڈی

مریدکے ضلع شیخوپورہ والوں نے پیش کیا۔ ابھی تک وہی موٹر پمپ کے ذریعہ وضو خانہ اور غسل خانہ میں پانی پہنچایا جا رہا ہے۔ محترم جناب شیخ منظور احمد صاحب اور بابو محمد اسحاق برادرم مستری محمد عبداللہ صاحب آرے والے رام گڑھ والے لاہور والوں نے چوبیس سائز کا پیڈسٹل فین پیش کیا۔ ایک پنکھا راقم السطور نے اور ایک پنکھا محترم مکرم جناب الحاج شیخ غلام مصطفیٰ صاحب کونسلر بلدیہ مرید کے والوں نے مسجد کے لئے پیش کیا۔ تین چھت کے پنکھے انسپکٹر چودھری ظفر احمد صاحب باجوہ چک نمبر ۵۹/ ۷ تھانہ بڑا گھر والوں نے پیش کئے۔ حضور قبلہ باباجی سرکار نے بڑی خوشی سے قبول فرمائے اور بہت دعائیں دیں۔ مسجد کی تعمیر کے ساتھ ہی مہمان خانوں کا اہتمام فرمایا اور دو وسیع و عریض بارہ دریاں بنوائیں اور وافر مقدار میں چٹائیاں بنوائیں۔ یہ بڑا محنت طلب کام تھا' لاہور والی جماعت نے ہمیشہ پہل کی۔ اس کے بعد سب پیر بھائی دامے' درمے' سخنے تعاون فرماتے' ہر دیسی ماہ کا تیسرا جمعتہ المبارک چک نمبر ۱۰ کی بجائے اب نوری جامع مسجد پرندہ شریف میں پڑھانے کا اعلان فرما دیا۔ اب نوری مسجد کی وسعت بھی جواب دینے لگی۔ مسجد کی رقم محترم اللہ رکھا غوری پیچکی ضلع شیخوپورہ والے کے پاس ہوا کرتی جو سامان لانا ہوتا' اللہ رکھا غوری ہی لاتے۔ تیسرے جمعہ کے موقع پر بڑا اجتماع ہوتا۔ لوگ دور دراز سے آکر جمعتہ المبارک پڑھتے اور فیوض برکات حاصل کرتے۔ ہر آنے والے پہلے ملاقات کرتا۔ اس کے بعد لنگر اپنے ساتھ سے عطا فرماتے۔ ایک درویش کو حکم کرتے کہ پلیٹ میں سالن کا برتن رکھواتے اور ایک ایک پیر بھائی کو عطا فرماتے ایک برتن میں دو دو کو کھانا دینا ناپسند کرتے۔ بافراغت طور پر کھانا کھلاتے۔ تقسیم سبھی کو ایک جیسی ہوتی۔ رکھ رکھاؤ نہیں تھا۔ لنگر کھلانے کے بعد حکم فرماتے کہ وضو کرو'

اور سنتیں پڑھو۔ نماز جمعتہ المبارک خود پڑھاتے۔ آنے والوں کے دل کی بات تقریر میں ہی بیاں کر دیتے۔ خوب وعظ فرماتے' تقریر اور جمعتہ کے سنتوں کے درمیان نیا لباس زیب تن فرماتے۔ یہی طریقہ ہوتا تھا کہ جمعتہ المبارک کے موقع پر پہن کر بعد از نماز جمعہ المبارک وقت کپڑے تبدیل کر لیا کرتے تھے۔ ابتدائی طہارت کے مسائل نماز کا طریقہ بڑی وضاحت سے سالک کو بتاتے۔ تیمم کے مسائل بھی ضرور بتاتے۔ نماز جمعہ کے بعد ایک ایک سائل کا سوال سنتے۔ اکثر اوقات شام کی نماز مسجد میں ہی ہو جاتی۔ دور جانے والوں کو جلد اجازت دے دیتے۔ تعویذ نہیں لکھتے تھے۔ باقی دم کرنا سات رنگ کا دھاگہ ضرور دم کر کے دیتے۔ یا اپنی دستار سے دھاگہ عطا فرماتے۔ جلدی میں حکم کرتے کہ اس کو اپنے پاس رکھو۔ ان شاء اللہ سب پریشانیاں دور ہوں گی۔ کوئی تنگی رزق یا فتح نامہ یا اپنی کوئی حاجت عرض کرتا تو صرف دستار کا دھاگہ ہی دیتے۔ اگر سائل کو جلدی ہوتی تو حکم فرماتے کہ فوری مسجد کے دروازے پر شہتوت کے پتے لے آؤ' دم کر دیتے ہر بیماری والے کو' شفا ہو جاتی ہے بے اولاد کے ہاں اولاد ہو جاتی۔ صرف کلمہ شریف پڑھ کر دم کرتے۔

پیر خانہ کے ساتھ عقیدت

پیر خانہ کے ساتھ اس قدر محبت کہ بیان کرنے سے قاصر ہوں' ہمیشہ سالانہ عرس مبارک پر خصوصیت سے جاتے۔ پرنده شریف سے گھوڑوں پر سفر کر کے براستہ اختر آباد شیر گڑھ' دیپالپور' حویلی لکھا ہیڈ سلیمان کی موضع نصیر پور تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر جاتے۔ چونکہ حضرت بناں والے کے بڑے

صاحبزادہ صاحب حضرت پیر سید شاہ محمد شاہ صاحب یہاں قیام رکھتے تھے۔ ان کے صاحبزادے سید محمد عبداللہ شاہ صاحب' سید محمد عبدالغفار شاہ صاحب' سید عبدالستار شاہ صاحب' کے زیر اہتمام عرس مبارک کی بڑی محفلیں ہوتی اور اجتماعی طور پر درویش خوب نعتیں پڑھتیں اور خوب کلمہ طیبہ کا ذکر ہوتا۔ ہفتہ دس دن' پیر خانہ پر قیام رکھتے۔ حضرت پیر سید عبدالغفار شاہ صاحب کے ساتھ تو والہانہ عقیدت تھی۔ شہزادگان کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیتے۔ ہر وقت محافل میں حاضر رہتے۔ دیسی ماہ کے مطابق تیرہ چودہ ہاڑھ کو سالانہ عرس مبارک ہوتا۔ بلاناغہ حاضری دیتے۔ نصیر پور سے صاحبزادہ صاحب نوری قطعہ تھڑی پیر والی نزد منچن آباد ضلع بہاولنگر منتقل ہو گئے۔ تب بھی سالانہ عرس مبارک پر ضرور جاتے۔ ایک روز سید شاہ محمد شاہ صاحب فرمانے لگے کہ نور شاہ صاحب آپ اکیلے آ جایا کریں' گھوڑوں کو نہ لایا کریں۔ آپ پر یہ بات ناگوار گزری۔ اتفاق سے سید عبدالغفار شاہ صاحب بھی موضع سیداں نزد منڈی کنگن پور منتقل ہو گئے۔ تب آپ سید عبدالغفار شاہ صاحب کے پاس گاہے گاہے حاضری دیتے رہے۔ کچھ عرصہ کے بعد صاحبزادہ صاحب واں رادھا رام ضلع قصور میں قیام کیا تب بھی بڑے اہتمام سے گیارہویں شریف کے ختم میں شرکت فرماتے رہے۔ یعنی پیر خانہ کے ساتھ ہمیشہ رابطہ رکھا۔ ایک دفعہ راقم السطور بھی بابا جی سرکار کے ساتھ تھا چوک عارف والا ضلع ساہیوال میں کسی صاحب نے بتایا کہ پیر سید شاہ محمد شاہ صاحب قریبی مسجد میں قیام فرما ہیں۔ غالبا" نماز کا وقت تھا فورا" سفر روکا اور حضرت سید شاہ محمد شاہ صاحب کی زیارت کے لئے وہاں مسجد میں گئے۔ صاحبزادہ صاحب کو دیکھ کر فورا" قدموں کو بوسہ دیا۔ سلام عرض کیا۔ سید شاہ محمد شاہ صاحب خوش طبعی میں فرمانے لگے۔ سید نور شاہ آپ نوری قطعہ تھڑی

عرس پر کیوں نہیں آتے؟ تو کہنے لگے جب گھوڑیاں جائیں گی تب جاؤں گا۔ بہر حال سید عبدالغفار شاہ صاحب کے ساتھ ہمیشہ رابطہ رکھا اور اکثر یہ فرمایا کرتے کہ سید عبدالغفار شاہ صاحب قدوۃ السا لکین عمدۃ الوا صلین عاشق رسول حضرت سید حسین علی شاہ صاحب بناوالہ کی شبیہ میں حضرت قبلہ عالم بناوالہ نے سرکار دو عالم ﷺ کا حلیہ شریف اپنے ہاتھ سے بھی لکھا ہے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ کتنے پائے کے صاحب حضوری ہیں۔

(صوفی عبدالرزاق قصوری)

صوفی عبدالرزاق قصوری جو کہ قبلہ بابا جی سرکار کے استاذ بھائی ہیں' بیان کرتے ہیں کہ میری بڑی بیٹی کی شادی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ سرکار دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ بچی کی شادی کے موقع پر انتظام میں برکت عطا فرمائے۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے ایک کھدر کا کپڑا عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جو دیگیں آپ نے مہمانوں کے لئے پکا رکھیں ہیں ان کے اوپر دے دو۔ اور کھانا تقسیم کرنا شروع کر دو۔ صوفی صاحب کہتے ہیں کہ تقریباً" پانچ سو افراد نے کھانا کھا لیا اور اپنے اہل محلہ میں بھی کھانا تقسیم کیا مگر دیگیں اسی طرح کھانے سے بھری پڑی رہیں۔ آخر ہم نے وہی دیگیں بارات کے ساتھ بھیج دیں۔

سید عبدالحق شاہ صاحب قصوری

سید عبدالحق شاہ صاحب کوٹ مرادخاں والے جو کہ سیدنا غوث الاعظم

رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے عاشق تھے۔ ہر چاند کے دن دس رات گیارویں کو سیدنا غوث پاک کی گیارویں بڑے دھوم دھام سے مناتے تھے۔ ان سے بھی آپ نے تعلیم حاصل کی۔ وہ آپ پر بڑی شفقت فرماتے۔ ان کے یہاں دوران تعلیم حضرت پیر سید کامل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے دربار کے ساتھ مسجد کی تعمیر کروائی' حضرت پیر کامل شاہ صاحب وہ بزرگ ہیں جنہوں نے سید عبداللہ شاہ عرف بابا بلھے شاہ کا جنازہ پڑھایا تھا' یہ مسجد چھوٹی اینٹ کی بنی ہوئی تھی مگر شہید ہو چکی تھی۔ آپ نے نئے سرے سے دوبارہ بنوائی تھی اور ساتھ حجرہ بنوانے کی کوشش کی مگر سید طیب شاہ صاحب نے کوئی بات ایسی کہی جس سے دل برداشتہ ہو کر وہیں چھوڑ دیا حالانکہ اسی مسجد میں بلامعاوضہ تقریباً" دو سال تک آپ جمعتہ المبارک پڑھاتے رہے۔

صوفی عبدالشکور صاحب کوٹ سندر سنگھ والے ضلع قصور بیان کرتے ہیں۔ "کوٹ سندر سنگھ والا میں بابا جی سرکار نے بڑی عالی شان مسجد بنوائی جس میں ہر دیسی ماہ کے اعتبار سے ایک جمعہ مقرر کیا۔ آپ سرکار تشریف لاتے۔ جمعہ شریف کے موقع پر بڑا اجتماع ہوتا۔ کافی تعداد میں دور دراز کے علاقوں سے مریدین فیض حاصل کرنے کے لئے آتے اور جمعتہ المبارک پڑھتے۔ لوگوں کو بڑا فیض ہوتا۔ مسجد کے ساتھ ایک حجرہ بنوایا جس میں بعد از نماز فرض بقیہ نماز نوافل وغیرہ میں ادا کرتے۔ ایک دن اس مسجد میں تبلیغی جماعت والے آ گئے۔ آپ نے حکم فرمایا کہ جس صاحب نے ان کو دعوت دی ہے وہ ان کو اپنے گھر لے جائیں۔ یہ نماز تو یہاں پڑھ سکتے ہیں اور تعلیم کا سلسلہ جاری رکھ سکتے ہیں مگر یہاں کھانا اور سو نہیں سکتے۔ ماہ رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ تبلیغی جماعت والوں نے کہا کہ مسجد میں ہی سوئیں گے۔ بابا جی سرکار نے فرمایا کہ ہم

یہاں سے چلے جاتے ہیں کہ گاؤں کے باہر تک آپ آئے تو لوگوں نے بڑی منت سماجت کر کے آپ سرکار کو واپس ہونے کے لئے عرض کیا تو مریدین کے پاس وہاں قیام کرنے کا فیصلہ فرمایا تو قدرت کا کرنا ایسا ہوا کہ تبلیغی جماعت والوں کا ایک آدمی کنوئیں پر پانی لینے گیا تو پانی نکالتے وقت کنوئیں میں گر گیا اور وہاں کنوئیں میں ہی ڈوب کر مر گیا۔ اور بڑی مشکل سے اس کی لاش کو باہر نکالا اور رات کو ہی اس کی لاش کو جماعت والے رائے ونڈ میں لے گئے اس کے بعد تبلیغی جماعت والے کوٹ سندر سنگھ والا کی اس مسجد میں کبھی نہیں آتے تھے۔

ایام مرض بیان ابو ظفر سید احمد شاہ

۱۹۸۴ء میں ایک روز میرا آستانہ عالیہ پرندہ شریف جانا ہوا' چونکہ میرا یہی طریقہ تھا کہ جب بھی حاضری کے لئے آپ کی خدمت میں جانا ہوتا تو رات کو آپ کے پاس ہی آپ کے حجرہ میں قیام کرتا۔ رات کو آپ نے حکم فرمایا کہ لوٹے میں پانی ڈال کر لاؤ۔ پانی لے کر ساتھ چلا اور آپ نے پیشاب کرنے میں دیر لگائی تو میں نے پوچھا سرکار! اتنی دیر آپ نے کیوں لگائی تو آپ نے فرمایا۔ "مجھے بہت دیر سے پیشاب کی حرکت ہے۔ میں نے کبھی کسی کو بتلایا ہی نہیں مگر آپ کے پوچھنے پر آپ کو بتلا دیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ صبح ڈاکٹر نثار احمد چٹھہ کے پاس جڑانوالہ چلتے ہیں اور ان سے چیک کرواتے ہیں۔ میں بہرحال صبح رانا عبدالحمید صاحب پیچگی والوں کو اور محترم اللہ رکھا غوری پیچکی والے اور حضرت صاحب اور حکیم شمیر بھوجوانہ اور کافی احباب ساتھ تھے۔ ہم لوگ جڑانوالہ پہنچے۔ ڈاکٹر صاحب اپنی کوٹھی میں ابھی تھے۔ مجھے حکم ہوا کہ ڈاکٹر

صاحب کو لاؤ۔ میں ڈاکٹر صاحب کو لایا انہوں نے چیک کیا تو کہنے لگے کہ مثانہ میں پتھری ہے۔ حکیم بھوجوانہ کہنے لگے کہ میری حکمت یہ بتاتی ہے کہ پتھری نہیں بلکہ ریح ہے۔ بہرحال ایکسرے لے لیا گیا اس میں بھی پتھری کا عکس آیا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آپ تیاری کر کے آئیں' ہم اپریشن کر دیں گے۔ بابا جی نے فرمایا کہ ہم تیار ہیں۔ اپریشن آپ کریں۔ بابا جی سرکار نے رانا عبدالحمید صاحب سے کہا کہ محمد اسلم صاحب بٹ اور بھولا جی کو حکم کریں کہ چارپائیاں اور بستروں کا انتظام کریں۔

ڈاکٹر نثار احمد صاحب نے چٹھہ ہسپتال کے اپریشن تھیٹر میں اپریشن کیا۔ میں اور حضرت سید احمد حسین شاہ صاحب دروازے پر کھڑے دوائیاں سٹور سے لا کر اپریشن تھیٹر میں پہنچاتے رہے۔ اپریشن کامیاب ہوا۔ کم از کم ایک چھٹانک برابر پتھری نکال دی گئی۔ تقریباً" ایک ماہ تک ہسپتال میں قیام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے صحت دی۔ ہم سبھی لوگ خدمت میں رہے۔ خان مقصود احمد خان آف عارف والا خدمت میں بھی کافی مستعد رہے۔ حاجی ڈاکٹر نثار احمد صاحب حاجی ڈاکٹر آفتاب احمد صاحب اور چٹھہ ہسپتال جڑانوالہ کے سارے عملہ نے خوب خدمت کی اور بابا جی سرکار کے طریقہ کے مطابق جب بھی کمرہ میں آتے اونچی آواز سے کلمہ شریف کا ورد کرتے آتے۔ بابا جی سرکار بڑا پیار کرتے اور بڑی دعائیں دیتے۔

پیرخانہ کے لئے زمین خریدی گئی

پرندہ شریف میں ۱۹ مارچ سن ۱۹۸۴ء بروز جمعۃ المبارک ہم لوگ گھر

میں ہی تھے کہ چودھری نور دین مرحوم اور چودھری رحم دین نے دروازے پر آکر دستک دی۔ حضرت صاحب باہر آئے تو مذکورہ بالا صاحبان نے کچھ بات کی۔ حضرت صاحب نے مجھے بلایا۔ چودھری نور دین مرحوم نے کہا کہ ہمارے عزیز چار ایکڑ چار کنال رقبہ فروخت کرنا چاہتے ہیں' آپ خرید لیں۔ مجھے حضرت صاحب نے کہا۔ "کیا خیال ہے"۔ میں نے کہا کہ ضرور خدیدنی چاہئے۔ تب چودھری نور دین نے کہا کہ آپ ایک ہزار روپیہ دے دیں تاکہ ہم مالکوں کو کہیں کہ یہ رقم لو ہماری تمہاری بات پکی ہے۔ پانچ سو روپیہ میں نے دیا اور پانچ سو روپیہ حضرت صاحب نے دیا۔ ایک ماہ کے بعد ۱۹ ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔ ایک ماہ کے بعد ۱۹ ہزار روپیہ دے دیا۔ تین ماہ کی مہلت لی کہ بقایا ۶۳ ہزار روپیہ دے دیں گے۔ باباجی سرکار کے ساتھ بات کی کہ یہ پروگرام بنایا ہے۔ باباجی ناراض ہوئے۔ مجھے فرمایا کہ آپ عالم میں بتاؤ کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے کتنی زمینیں خریدی تھیں۔ ہم لوگ خاموشی سے کوشش کرتے رہے مگر وقت مقررہ پر رقم ادا نہ کرسکے اور وعدہ لیا اس وعدہ پر بھی رقم نہ دے سکے۔

حضرت صاحب مرید کے تشریف لائے کہ کیا کریں' رقم بہت زیادہ ہے اور بیعانہ کے طور پر بیس ہزار روپیہ بھی مالکوں کو دے چکے ہیں۔ کیا کیا جائے۔ میں نے کہا جب تک باباجی سرکار راضی نہ ہوں گے تب تک بات نہیں بنے گی چاہے سارے جہان سے رقم اکٹھی کرلیں رقم پوری نہیں ہوگی۔ پروگرام بنایا کہ باباجی کے پاس پرندہ شریف چلیں اور ان سے بات کریں اور معافی مانگیں۔ ہم دونوں بھائی پرندہ شریف گئے۔ میں رات باباجی سرکار کے پاس ہی خدمت میں رہا۔ تقریباً" رات بارہ بجے کے قریب آپ کے قدموں کو دبا رہا تھا۔ عرض کیا کہ ہم نے غلطی کی ہے' آپ معاف فرمادیں اور دعا کریں کہ زمین کی رقم ادا

ہو جائے۔ فرمانے لگے مال بیچ دیں۔ میں نے کہا کہ سید محمد احمد شاہ صاحب نے گائے اور بھینس بیچ دی ہیں تب بھی رقم پوری نہیں ہوئی۔ آپ کو اپنی نسل پاک کا واسطہ آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ فرمانے لگے میں کیا کروں۔ میں نے کہا کہ آپ لاہور تشریف لے چلیں۔ حضور سیدنا داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے دربار پر جا کر دعا کریں' ان شاء اللہ تعالیٰ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ مجھے یاد ہے پیروار کا دن ظہر کی نماز کا وقت دیا کہ لاہور والی جماعت کو بادامی باغ لاری اڈا پر حاضر ہونے کا کہیں۔ میں نے سب پیر بھائیوں کو اطلاع دے دی۔ ہم سب لوگ وقت مقررہ پر بادامی باغ لاہور آپ کا انتظار کرنے لگے۔ آپ تشریف لے آئے۔ دربار داتا صاحب پر حاضری دی۔ آپ نے دعاء کی اور رات کا قیام مسٹر محمد سلیمان صاحب کے یہاں ٹاؤن شپ میں کیا۔ عشاء کی نماز کے بعد وہیں سبھی احباب موجود تھے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ پیر بھائیوں کو کہیں کہ پیرخانہ کے ساتھ تعاون کریں اور سب پیر بھائی اپنی طرف سے کہیں کہ وہ کیا حصہ پیش کرتا ہے۔ ملک محمد صدیق کاچھوپورے والوں نے کہا کہ میں پانچ ہزار روپیہ پیش کرتا ہوں۔ الحاج چودھری عبدالوہاب صوفی محمد رفیق صاحب مولوی فضل حسین' ظہور حسین' مولوی محمد دین اور مسٹر محمد سلیمان صاحب سب پیر بھائیوں نے اپنی بساط کے مطابق وعدہ کیا۔ باباجی سرکار نے فرمایا کہ یہ ساری رقم جمع کر کے چار دن میں منڈی مرید کے پہنچائیں۔ یہ تقریباً" اٹھارہ ہزار روپیہ رقم تھی۔ حسب وعدہ انہوں نے پہنچائی۔ بس پھر کیا تھا ننکانہ صاحب کے تحصیل دار کے روبرو ساری رقم ادا کردی۔ یہ سارا باباجی سرکار کی دعاء کا کمال تھا اس نوری پیرخانہ پرندہ شریف کے مہمانوں پیر بھائیوں سب کو بڑی خوشی ہوئی۔ ہم لوگ ننکانہ سے پرندہ شریف پہنچے۔ جاتے ہی باباجی سرکار کے قدموں کو بوسہ دیا اور مبارک

دی۔ بڑے خوش ہوئے اس کے بعد دربار شریف کے قریب چار کنال زمین چودھری رحم دین گجر سے مبلغ ۹ ہزار روپیہ میں خریدی۔ یہ کسی کا کمال نہ تھا بلکہ بابا جی سرکار کا فیض تھا۔

حج بیت اللہ و زیارت گنبد خضریٰ

راقم السطور پرندہ شریف سن ۱۹۸۷ء میں حاضر ہوا۔ جب واپس آنے لگا تو آپ نے فرمایا کہ میری حج کی درخواست جمع کروائیں۔ میں گھر آیا تین ہزار روپیہ اپنے وظیفہ میں سے ایڈوانس کے طور پر منظور کروایا اور مبلغ دو ہزار روپیہ اپنے پیارے دوست مسٹر محمد اکرام نسیم صاحب سے جو کہ واپڈا میں ا یکسین کے عہدہ پر فائز تھے۔ آج کل تو ماشاء اللہ سعودی عرب میں بڑی اہم پوسٹ پر کام کر رہے ہیں اور ساتھ ساتھ مدینہ عالیہ حاضری کثرت سے دیتے ہیں۔ جب بھی ان کو کار خیر کی دعوت دی جاتی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ جامع مسجد اقصیٰ و دارالعلوم فیض مدینہ منڈی مریدکے کی خدمت کو حرز جاں سمجھتے ہیں۔ ہمیشہ خدمت کرتے رہتے ہیں اور ماشاء اللہ الحاج مسٹر محمد اکرام نسیم صاحب زیدہ مجدہ کئی بار حج بیت اللہ و عمرہ و زیارت گنبد خضریٰ کر چکے ہیں۔ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی جامع مسجد فاروقیہ کی باڈی کے اہم عہدیدار ہیں' سے لیا اس طرح میں نے پانچ ہزار روپیہ اپنے پاس محفوظ کر کے محترم چودھری عبدالوہاب کو فون کیا کہ میں آپ سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں' آپ اپنے پاس ملک محمد صدیق صاحب اور ظہور حسین مولوی فضل حسین' صوفی محمد رفیق صاحب کو بلاؤ۔ ہم لوگ چودھری عبدالوہاب کی دکان پر مچھلی منڈی بیرون موری گیٹ لاہور جمع ہو گئے۔ بات کی کہ بابا جی سرکار نے حج کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے۔ میں نے آپ کے

زاد راہ کے لئے پانچ ہزار روپیہ پیش کیا ہے۔ عزیزم ظہور حسین صاحب نے پانچ ہزار، ملک محمد صدیق نے پانچ ہزار اور ۲ ہزار مولوی فضل حسین، ۲ ہزار چودھری عبدالوہاب نے کہا۔ پروگرام بنایا کہ ہم سب تیسرے جمعتہ المبارک پر پرندہ شریف میں چلیں۔ وہاں جا کر یہ رقم پیش کریں اور ساتھ باباجی کو لاہور لائیں۔ اور یہاں ہی درخواست جمع کروائیں۔ ہم سب نے جمعتہ المبارک نوری مسجد پرندہ شریف میں جا کر پڑھا۔ جمعہ شریف میں حسب پروگرام اپنی اپنی طرف سے باباجی سرکار کے حج بیت اللہ کے زاد راہ کے لئے رقم پیش کی۔ جمعتہ المبارک کے بعد باباجی کو ظہور حسین کے مکان پر اندرون لوہاری گیٹ لاہور لے آئے۔ شام کی نماز اور عشاء کی نماز ادا کی۔ بعد میں رقم شمار کی تو پانچ ہزار روپیہ کم تھا۔ آپ نے مجھے حکم فرمایا کہ تم مرید کے جاؤ اور وہاں سے کسی سے ایک ماہ کے وعدہ پر پانچ ہزار روپیہ لاؤ۔ رات گیارہ بجے مرید کے پہنچا۔ حاجی شیخ منیر احمد صاحب سے مبلغ پانچ ہزار روپیہ قرض حسنہ کے طور پر لیا۔ صبح ۷ بجے لاہور پہنچا۔ باباجی سرکار کو سلام کیا اور رقم پیش کی۔ میری پیشانی پر بوسہ دیا۔ فرمایا کہ تمہاری بھی مکتہ المکرمہ اور مدینتہ المنورہ کی حاضری منظور ہو گئی۔ چونکہ آج درخواستوں کی آخری تاریخ تھی۔ اردو بازار حبیب بینک سے پتہ کیا مگر یہاں کوئی جگہ نہیں تھی۔ چوک یتیم خانہ حبیب بینک پتہ کیا مگر وہاں بھی کوئی جگہ نہ تھی۔ مین مارکیٹ گلبرگ حبیب بینک سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ صرف دو درخواستوں کی جگہ ہے۔ ہم لوگ باباجی اور چودھری عبدالوہاب کی درخواستیں جمع کروائیں۔ کچھ عرصہ کے بعد منظور بھی ہو گئیں۔ مجھے مس فائزہ کا حبیب بینک مین مارکیٹ گلبرگ سے فون آیا کہ آپ کی دونوں درخواستیں منظور ہو گئیں ہیں۔ چٹھی تین یوم کے بعد مجھے مرید کے مل گئی۔ میں چٹھی لے کر پرندہ

شریف و اختر آباد گیا۔ سید ظفر احمد بھی میرے ساتھ تھے۔ اختر آباد سے ہو کر ہم جب بھائی پھیرو لاری اڈا اترے تو باباجی سرکار کار میں بیٹھے ملک شیک پی رہے تھے، فوراً سلام عرض کیا اور کلمہ شریف پڑھا اور چٹھی پیش کی آپ نے چٹھی چوم کر اپنی آنکھوں پہ لگائی، بڑے خوش ہوئے اور ساتھ آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اتفاق قدرت دیکھیں جس دن حج بیت اللہ کے لئے روانگی تھی، تب بھی دیسی ماہ کا تیسرا جمعتہ المبارک تھا۔ ہم سب لوگوں نے پرندہ شریف میں جمعتہ المبارک ادا کیا۔ جمعتہ المبارک کے بعد آپ نے فرمایا کہ ہمیں کون اسلام آباد حاجی کیمپ پہنچائے گا۔ الحاج میاں مسعود احمد سکھیرا صاحب آف عارف والا نے عرض کیا حضور میں پہنچاؤں گا۔ آپ نے پھر ارشاد فرمایا، ہمیں اسلام آباد کون پہنچائے گا۔ میاں صاحب نے دوبارہ عرض کیا۔ حضور میں جاؤں گا۔ آپ نے تیسری بار پھر ارشاد فرمایا کہ ہمیں اسلام آباد کون لے جائے گا۔ تب رانا عبدالحمید صاحب نے کہا حضور میں جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے تم نے کیوں نہیں کہا چونکہ کسی وقت رانا صاحب نے کہا تھا کہ میں اپنی بس میں آپ کو اسلام آباد حاجی کیمپ چھوڑ کر آؤں گا۔ اس لئے بار بار کہہ رہے تھے کہ ہمیں اسلام آباد کون پہنچائے گا۔ آپ نے میاں صاحب سے فرمایا کہ ان کو اپنی کار میں بطور ڈرائیور رکھیں مگر میاں صاحب نے عرض کیا کہ ڈرائیور بھی میں عارف والا سے اپنے ساتھ لایا ہوں۔ باباجی سرکار نے فرمایا کہ رانا صاحب آپکی بس پھیکی سید والا کے درمیان چل سکتی ہے۔ اسلام آباد نہیں جا سکتی۔ باقی میاں صاحب تم کو ڈرائیور رکھنے کے لئے بھی تیار نہیں۔ بہرحال بعد از نماز جمعتہ المبارک اماں جی کے ساتھ تنہائی میں کچھ باتیں کیں، خصوصی دعاء کی۔ جب کار میں بیٹھنے لگے تو میں نے پانچ صد روپیہ کا ہار آپ کے گلے میں ڈالا۔ آپ نے

قبول فرما کر اللہ رکھا غوری کو آواز دی اور ہار اللہ رکھا کو دیا۔ فرمایا کہ یہ ہار نوری مسجد کے لئے رکھ لیں۔ راقم السطور اور میاں مسعود احمد صاحب' سید احمد حسن شاہ صاحب' سید محمد شاہ بن سید محمد احمد شاہ صاحب آپ کے ساتھ اسلام آباد کے لئے حاجی عبدالوہاب کے ساتھ مولوی فضل حسین ظہور حسین اور عزیزم عبدالکریم تھے۔ صبح کی نماز حضرت امام بری رحمتہ اللہ علیہ کے دربار پر جا کر پڑھی۔ بعد نماز فجر دربار حضرت امام بری پر حاضری دی۔ میں نے عرض کیا کہ اب ہم نے حاجی کیمپ جانا ہے۔ وہاں ڈاکٹروں نے آپ کو چیک کرنا ہے اس لئے صاف لباس زیب تن کرلیں۔ آپ نے ہماری عرض قبول کی۔ عزیزم ظہور حسین نے آپ کے سفرحج کے لئے خصوصی طور پر چار جوڑے نئے تیار کروائے تھے۔ ایک جوڑا آپ نے پہن لیا۔ دعاء کی تقریباً" صبح آٹھ بجے حاجی کیمپ حاضری لگوائی۔ وہاں پر حاجی میاں ارشد حسین وٹو آف وساویوالہ اوکاڑہ سے ملاقات ہوئی۔ وہ بھی حج کے لئے روانہ ہونے والے تھے۔ چونکہ تین دن کے لئے حاجی کیمپ میں رہنا تھا۔ باباجی سرکار نے فرمایا کہ میاں صاحب اور سہیل صاحب میرے ساتھ گولڑہ شریف میں رہیں گے۔ تم سب لوگ حاجی کیمپ رہو۔ میاں صاحب نے بیان کیا کہ جب دربار گولڑہ شریف باباجی سرکار حاضری دی' دربار کے دروازے کو بوسہ دیا۔ وہاں پر ایک مولوی صاحب نے آکر کہا کہ باباجی آپ سجدہ کر رہے ہیں' یہ شرک ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے سجدہ نہیں کیا بلکہ میں نے اللہ تعالیٰ کے ولی کی تعظیم کی ہے۔ دربار شریف پر آپ کے حجرہ میں تین دن قیام اور لنگر سے بھی آپ کا پرہیزی کھانا آپ کو درویش پیش کرتے رہے۔ سات جولائی سن ۱۹۸۷ کو شام کے وقت آپ کی فلائیٹ تھی۔ آپ ہم سب کو دعائیں دیتے ہوئے ہم سب کو الوداع کہتے ہوئے جدہ شریف

کے لئے روانہ ہوگئے۔

حاجی عبدالوہاب صاحب بیان کرتے ہیں کہ تمام مناسک حج بڑی خوش اسلوبی سے ادا کئے۔ طواف کعبہ شریف صفاء و مروہ کی سعی تو اس محبت سے کرتے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ جس مقام سے حضرت سیدہ حاجرہ رضی اللہ عنہا دوڑ کر گزریں۔ وہاں سے جب دوڑتے تو فرماتے عبدالوہاب صاحب اماں جی یوں دوڑتی تھیں' قیام مکتہ المکرمہ میں جس محلہ میں قیام تھا وہاں کی مسجد میں ایک جمعتہ المبارک کا خطبہ باباجی سرکار نے ارشاد فرمایا۔ باباجی سرکار نے ارشاد فرمایا حجراسود کے خوب بوسے لئے۔ اسی طرح مدینتہ المنورہ میں سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں خوب رو رو کر حاضری دیتے۔ خوب صلوۃ و سلام کا نذرانہ پیش کرتے جالیوں کو بوسہ دینے کی بھی کوشش کی مگر دربان کے ترش رویہ سے آپ نے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا چونکہ دربار رسالت میں اونچی آواز سے بولنا بھی بے ادبی ہے۔ خصوصی طور پر عاشق مصطفیٰ کا وہاں بڑا امتحان ہے۔ حج بیت اللہ شریف و زیارت مدینہ عالیہ سے ۱۴ اگست ۱۹۸۷ بروز جمعتہ المبارک چک لالا ایئرپورٹ راولپنڈی ۱۰ بجے صبح واپسی ہوئی۔ راقم السطور اور حضرت صاحب' سید ظفر احمد اور میاں مسعود احمد کھیرا صاحب وقت مقررہ پر راولپنڈی پہنچے۔ باباجی سرکار بھی ایئرپورٹ سے حاجی کیمپ تشریف لے آئے۔ فورا" لاہور کے لئے واپسی ہوئی۔ سہ پہر تین بجے مریدکے پہنچے۔ باباجی سرکار نے خطبہ اور جمعتہ المبارک پڑھایا۔ حالانکہ جمعتہ المبارک پہلے ہو چکا تھا۔ بعد میں حجرہ میں کچھ دیر قیام فرمایا۔ کافی تعداد میں لوگ ملاقات کے لئے آئے۔ خصوصا" الحاج مولانا محمد منشاء تابش قصوری' میاں مظفر علی قادری یوسفی' الحاج ملک گوہر رحمان صاحب' میاں مشتاق احمد صاحب کھاد والے' الحاج شیخ عشرت علی

صاحب، جناب حافظ خادم حسین صاحب، عطاء اللہ بھٹی صاحب، حاجی چودھری الہ دین صاحب ان سب حضرات نے کچھ نذرانہ بھی پیش کیا۔ آپ نے یہ ساری رقم میاں مسعود احمد کو دے دی کہ میاں صاحب اس رقم کا گاڑی میں تیل ڈلوا لیں۔ اس موقع پر خطیب اہل سنت ادیب ملت علامہ الحاج محمد منشا تابش قصوری صاحب نے فضائل مدینتہ المنورہ بیان کئے۔ بابا جی بہت خوش ہوئے اور خصوصی دعا کی۔ نماز عصر کی آپ نے ہی جامع مسجد مہاجرین میں امامت فرمائی۔ راقم السطور کے گھر تشریف لے گئے۔ بچوں کو پیار دیا اور دعائے خیر سے نوازا۔ لاہور کے لئے روانہ ہو گئے۔ دربار حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ پر حاضری دی۔ پیر عزیز مکی بھی حاضری دی۔ شام کی نماز داتا صاحب ادا کی۔ حاجی عبدالوہاب کے گھر مختصر قیام کیا اور ختم شریف پڑھا۔ عشاء کی نماز نعمت کدہ ہوٹل بیرون لوہاری کے گیٹ کے قریب کپڑے بچھا کر پڑھی اور پرندہ شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔ رات ایک بجے پرندہ شریف پہنچے۔ جاتے ہی نوری مسجد میں دعا کی۔ حاجی عبدالوہاب صاحب بیان کرتے ہیں کہ حرمین شریفین میں کافی لوگ بابا جی سرکار کی ملاقات کے لئے آتے رہے۔ خوب تواضع کرتے۔ کھانا اور پانی سیون اپ کی بوتلیں پیش کرتے۔ یہ دریا دلی اور سخاوت دیکھ کر آپ کے ساتھ جو قیام پذیر حجاج تھے بڑے حیران رہتے۔ بلکہ ان کو بھی بوتلیں اور تبرک پیش کیا جاتا۔ حاجی عبدالوہاب کو حکم کرتے کہ بازار سے سیون اپ کی ٹھنڈی بوتلیں لاؤ اور ان کو پیش کرو۔ ملاقات کے لئے آنے والوں کی خوب دیکھ بھال کرتے۔

آپ کے ہاتھ پر جنوں کا اسلام قبول کرنا

شیخ موراں والا ہندوستان میں جیمل نامی نکو کا ڈوگر کے سسرال تھے۔ وہ جب بھی آتا وہ گاؤں کے ڈیروں پر بیٹھ کر آپ کا مذاق کرتا اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھئے، اس کے سالے جس کا نام مہندا تھا کو جن کا سایہ ہو گیا۔ انہوں نے آپ کو کہا کہ آپ دم کریں۔ اس کو صحت ہو جائے۔ آپ نے مہندا کے سرہانے کھڑے ہو کر کلمہ طیبہ کا خوب ورد کیا۔ سب مریدوں نے اجتماعی طور پر بلند آوازی کے ساتھ ذکر کیا۔ آپ نے آواز دی تم کون ہو اور کتنے ہو۔ جنوں نے جواب دیا کہ ہم تین بھائی ہیں۔ ایک کا نام حکم چند، گوپی چند اور تیسرے کا نام دونی چند ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے اس کو کیوں تنگ کیا ہے؟ تو جنوں نے کہا کہ جیمل آپ کو مذاق کرتا ہے اس لئے ہم نے اس کو تکلیف دی ہے۔ آپ نے ان کو مسلمان کیا اور بالترتیب ان کے نام غلام رسول، غلام نبی اور غلام محمد رکھا اور حکم فرمایا کہ تم مدینہ شریف چلے جاؤ اور احد پہاڑ پر جا کر قیام کرو۔ دو بھائی چلے گئے مگر غلام رسول نہ گیا۔ اس نے اپنا ڈیرا گاؤں چڑے دن کے راستے پر شیشم کے درخت پر لگا لیا۔ ہر گزرنے والے کو مختلف شکلوں میں ملتا رہتا تھا۔ جیمل جو کہ تائب ہو گیا تھا۔ چند دن گزر جانے کے بعد پھر ویسی حرکتیں شروع کر دیں۔ غلام رسول نے دوبارہ مہندہ کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ بابا جی سرکار کو دوبارہ بلایا گیا کہ آپ آ کر دم کریں۔ آپ تشریف لائے، دم کیا۔ جن نے کہا کہ یہ لوگ آپ کی گستاخی کرتے ہیں اس لئے میں رہ گیا ہوں جبکہ میرے دونوں بھائی مدینہ شریف پہنچ چکے ہیں، تم بھی چلے جاؤ۔ تو جن نے کہا کہ آپ آنکھیں بند کر کے میرے پاؤں پر اپنے پاؤں رکھیں، آپ کو بھی اپنے ساتھ مدینہ شریف میں لے جاؤں تو بابا جی سرکار نے فرمایا کہ میں ظاہری جماعت کے ساتھ مدینہ

عالیہ جانا ہے اس لئے تم اکیلے جاؤ تو جن نے کہا کہ یہاں کچھ ایسے افراد ہیں جنہیں میں نے ابھی ٹھیک کرنا ہے۔ آج ہی آپ نے جب فجر کی نماز پڑھائی اور درس قرآن دے رہے تھے تو سراج دین نے مسجد سے باہر نکلنے کی کوشش کی۔ مجھے بڑا غصہ آیا کہ میں اس کی گردن توڑ دوں لیکن میں نے سوچا کہ آپ اسے پیار کرتے ہیں تاہم جب یہ گھوڑی پر سوار ہو کر جا رہا تھا تو میں نے اس کی گھوڑی کو بڑا دوڑایا کہ یہ زمین پر گر کر مرجائے۔ پھر مجھے خیال آیا کہ چھوڑو اگر یہ لوگ دل سے توبہ کرلیں تو میں ابھی چلا جاتا ہوں۔ بہرحال سب لوگوں نے فرداً فرداً توبہ کی۔ تب غلام رسول جن نے جاتے ہوئے دیوار گرا دی۔ یہ نشانی کے طور پر تھا اور چلا گیا اور مہندہ ٹھیک ہو گیا۔ اور ان تین بھائیوں جنوں نے اپنا مسکن مدینہ شریف میں احد پہاڑ کے قریب مستقل طور پر بنایا۔

حاجی خان محمد چاہ کبیر کے والے جب حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہونے لگے تو بابا جی سرکار نے فرمایا کہ حاجی صاحب جب مدینہ شریف مقام احد پر جاؤ تو وہاں احد پہاڑ کے قریب جا کر اونچی آواز کے ساتھ کہنا غلام رسول' غلام نبی' غلام محمد آپ سب کو بابا جی کی طرف سے اور ہم سب کی طرف سے السلام علیکم۔ حاجی صاحب اپنے تیرہ ساتھیوں کے ساتھ احد پہاڑ کے پاس جب پہنچے تو اونچی آواز کے ساتھ سلام کیا۔ حاجی صاحب نے سلام کا جواب بھی سنا۔ حاجی صاحب کہتے ہیں۔ "سخت گرمی تھی' ہم سب کو بڑی پیاس لگی ہوئی تھی۔ ہم کیا دیکھتے ہیں کہ تین آدمی جیپ میں سوار ہیں۔ ہمارے قریب آ کے جیپ روکی اور کہا حاجی صاحبان آپ کے لئے ٹھنڈا پانی لے کر آئے ہیں۔ یہ پی لیں۔ سب نے خوب پانی پیا۔ حاجی صاحب کہتے ہیں جب وہ جانے لگے تو ایک نے کہا کہ آپ لوگ ہمارے پیر بھائی اور ہمارے مہمان ہیں اس لئے ہم نے آپ کے لئے

پانی کا بندوبست کیا ہے۔ جاتے ہوئے کہنے لگے کہ بابا جی سرکار کو ہمارا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ ہم لوگ آپ کا بڑی شدت سے انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ میں حج بیت اللہ اور روضہ رسول اللہ ﷺ کی حاضری کے لئے جماعت کے ساتھ ضرور آؤں گا۔ ہم شب و روز آپ کا سبق دیا ہوا کلمہ طیبہ کا وظیفہ کر رہے ہیں۔ حاجی خاں محمد صاحب جب سفر حج سے واپس پاکستان آئے تو بابا جی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے تو بابا جی سرکار نے فرمایا کہ حاجی صاحب مقام احد مدینہ منورہ میں آپ کو جب پیاس لگی تو آپ کے پیر بھائیوں جنوں نے آپ کو پانی پلایا تھا۔ حاجی صاحب نے تائید کی اور قدموں کو بوسہ دیا اور نعرہ بلند کیا' پیر سید نور شاہ ولی زندہ باد۔

بابا جی سرکار جب حج بیت اللہ و زیارت مدینہ المنورہ سے واپس تشریف لائے تو دو یا تین ماہ کے بعد بیمار ہو گئے۔ چٹھہ ہسپتال جڑانوالہ داخل کروایا' ڈاکٹر نثار احمد چٹھہ صاحب اور ڈاکٹر آفتاب احمد چٹھہ نے بڑا علاج کیا۔ حضرت صاحب اور راقم السطور میاں مسعود احمد صاحب سکھیرا خان مقصود احمد خان اور سراج دین جس کو پیار سے بھلا کہہ کر بلاتے' سب نے آپ کی بڑی خدمت کی۔ محمد اسلم بٹ اور ان کے بھائی بھولا یار بھی ہر وقت آپ کی خدمت میں رہتے۔ ڈاکٹر صاحب کی تشخیص کے مطابق بابا جی سرکار کو گردہ کی تکلیف تھی۔ تقریباً دو ماہ تک چٹھہ ہسپتال جڑانوالہ میں علاج ہوتا رہا' کوئی افاقہ نہ ہوا۔ تب میاں مسعود احمد سکھیرا صاحب نے کہا کہ بابا جی سرکار کو لاہور لے چلیں۔ وہاں ڈاکٹر طاہر شفیع صاحب شیخ زید ہسپتال لاہور میں گردہ کے سپیشلسٹ ہیں' ان کے پاس لے چلتے ہیں۔ سید مشتاق احمد شاہ صاحب قصور والے اپنی مزدہ گاڑی لائے۔ بابا جی کو ڈاکٹر طاہر شفیع کے پاس لے گئے۔ انہوں نے چیک کیا اور دوائی

تجویز کی مگر ہم نے عرض کیا کہ شیخ زید ہسپتال میں داخلہ مل جائے تو بہتر ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے سفارش کی' ہسپتال داخل کروا دیا۔ چونکہ باباجی کے پاس ایک آدمی ہی ٹھہر سکتا تھا لہٰذا مجھے یہ سعادت ملی کہ رات آپ کے پاس ٹھہروں۔ ڈاکٹر فرزانہ نے جو کہ گردہ وارڈ کی انچارج تھیں نے ابتدائی رپورٹس رات میں تیار کروائیں۔ چونکہ تمام سٹاف لیڈیز پر مشتمل تھا اور لیڈیز پردہ کی پابندی نہیں کرتی تھیں۔ باباجی کو یہ بات گوارہ نہ تھی لہٰذا صرف ایک رات بڑی مشکل سے گزاری۔ جب بھی نرسیں دوائی دینے کے لئے آتیں تو باباجی سرکار ناراض ہوتے۔ فرماتے کہ میں نے ساری زندگی پردہ کی پابندی کروائی ہے۔ آپ لوگ مجھے کہاں لے آئے ہیں۔ صبح طے یہ پایا کہ علاج ڈاکٹر طاہر شفیع کریں اور غازی روڈ لاہور باجی سیدہ ممتاز کے گھر ٹھہرا جائے۔ تقریباً" ایک ماہ تک باجی سیدہ ممتاز بی بی کے پاس قیام کیا۔ ہم سب لوگ خدمت میں رہے۔ چودھری عمر حیات چودھری اللہ یار' صوفی محمد حسن قلعہ دیوا سنگھ والے اور بہت بڑی جماعت حاضری دیتے رہے۔ حاجی عبدالوہاب' مولوی فضل حسین' عزیزم ظہور حسین' محمد اسحاق صاحب اور ان کی اہلیہ کبھی کبھی کھانا تیار کر کے لاتے۔ باباجی بڑی دعائیں دیتے۔ چودھری علی محمد گجر جو کہ پرندہ شریف والے یہاں غازی روڈ پر ہیں ان کا مکان تھا۔ آتے حاضری دیتے۔ اسی اثنا میں بابا اللہ رکھا شکر گڑھ والے مریدکے آئے۔ میں نے کہا کہ آپ میرے ساتھ غازی روڈ چلیں۔ باباجی سرکار علاج کے لئے لاہور آئے ہوئے ہیں۔ آپ بھی ملاقات کر لیں مگر بابا اللہ رکھا نے جواب دیا کہ میں پیرخانہ پرندہ شریف جاؤں گا۔ چونکہ وہاں سبزی کو چوکی دینی ہے۔ شام کے وقت جب میں باباجی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا کہ بابا اللہ رکھا مریدکے آئے تھے۔ میں نے انہیں کہا تھا کہ میرے

ساتھ چلیں۔ باباجی سرکار کو مل لیں مگر انہوں نے کہا کہ میں نے پیرخانہ جانا ہے۔ سبزی کو چوکی دینی ہے۔ باباجی سرکار نے فرمایا کہ اس نے ٹھیک کیا ہے۔ بہرحال لاہور سے پھر چٹھہ ہسپتال گئے۔ کافی علاج کروایا مگر افاقہ نہ ہوا۔ آپ کی تیمارداری کے لئے بہت سے لوگ آئے۔ خصوصاً" خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد عارف نوری منڈی مریدکے والے' محترم مکرم الحاج گوہر الرحمان صاحب' صدر انجمن رضائے حبیب منڈی مریدکے والے' محترم جناب عطاء اللہ بھٹی صاحب بھی حاضر ہوئے۔ پروگرام بنایا کہ گھر پرندہ شریف لے چلیں اور دیسی علاج کروائیں۔ اسی اثناء میں طبیہ کالج دہلی کے فارغ التحصیل سید عبداللہ شاہ فاروق آباد والے بڑے حکیم ہیں' ان کو لایا جائے۔

راقم السطور اور محترم ماسٹر محمد صدیق صاحب منڈی یزمان والے ہم دونوں فاروق آباد ضلع شیخوپورہ گئے اور حکیم صاحب کو گاڑی میں لائے۔ انہوں نے ہسپتال جڑانوالہ میں چیک کیا۔ دوائی تجویز کی اور کہا کہ باباجی سرکار کو گھر لے جائیں اور علاج میرا جاری رکھیں۔ دو مرتبہ حکیم صاحب کو پرندہ شریف میں لائے۔ انہوں نے بڑی کوشش کی' کبھی افاقہ ہو جاتا۔ جب بھی طبیعت پر غنودگی ہوتی تو فرماتے "چلیں کعبہ شریف میں چل کر نماز ادا کریں"۔ **لا الٰہ الا انت سبحنک انی کنت من الظالمین** کثرت سے پڑھتے۔ نماز کی اتنی پابندی جس کی کوئی انتہاء نہیں' خود بھی نماز کی پابندی کرنا اور ساتھ والے کو بھی نماز کی تلقین کرنا ذکر اذکار میں مگن یہ عظیم ہستی نے ۲۷ جون ۱۹۸۸ء بروز پیروار صبح فجر کی نماز کے بعد اپنے مرشد کے بتائے ہوئے وظیفہ کلمہ طیبہ کا درمیانی آواز میں ذکر کرتے ہوئے داعی اجل کو لبیک کہا۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**

راقم السطور اپنے ارادہ سے حاضری کے لئے مریدکے سے جب پہنچی

پہنچا تو آپ کے وصال کا پتہ چلا۔ گاڑی لی' فوراً" پرندہ شریف پہنچا۔ حضرت صاحب نے کچھ لوگوں کو اطلاعات دیں۔ پیر سید مظفر علی شاہ صاحب نے فون پر اپنے عزیز و اقارب کو اطلاع دی۔ طے یہ پایا کہ ۲۸ جون بروز منگل صبح ۷ بجے جنازہ ہو گا۔ منڈی مرید کے سے وفد کی صورت میں علماء و معززین نے خصوصی طور پر شرکت کی۔ کافی تعداد میں مریدین متوسلین نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔

غسل

الحاج میاں مسعود احمد صاحب سکھیرا کے مشورے کے مطابق یہ پروگرام بنایا کہ باباجی سرکار کو تہجد کی نماز کے وقت غسل دیا جائے۔ وافر مقدار میں بیری کے پتوں کو گرم پانی میں جوش دیا گیا۔ گھر میں مشرقی دیوار کے ساتھ غسل کے لئے جگہ بنائی۔ جن احباب نے غسل دینے کی سعادت حاصل کی ان میں راقم السطور اور حضرت سید احمد شاہ اور صاحب الحاج میاں مسعود احمد سکھیرا صاحب عزیزم محمد سہیل سکھیرا ظہور حسین صاحب لاہور والے اور میاں اللہ رکھا غوری پھیکی والے اور سید محمد احمد شاہ عرف بادشاہ جبکہ پیر طریقت راہبر شریعت پیر سید مبارک علی شاہ صاحب کوکب سجادہ نشین سینکر شریف جڑانوالہ نے ہدایات دیں۔ سب نے باوضو ہو کر باباجی سرکار کو غسل دیا۔ یہ بڑی سعادت تھی۔ ایک اللہ کے ولی کو غسل دینا آپ کے حج کے احرام کی چادروں میں کفنایا گیا۔ پیر سید محمد احمد شاہ کے حکم کے مطابق جنازہ کی امامت کی سعادت راقم السطور کے حصہ میں آئی۔ نماز جنازہ میں عظیم اجتماع

تھا۔ ختم قل خوانی کا بروز جمعتہ المبارک بعد نماز جمعتہ المبارک اعلان کر دیا۔ اماں جی کے حکم کے مطابق قبر شریف اسی مقام پر بنائی گئی جہاں پر آپ کا حجرہ شریف تھا اور آپ کی چارپائی اکثر اسی مقام پر بچھائی جاتی تھی۔ مصلّٰی جائے نماز بھی پاس ہی ہوتا۔ حالانکہ پورے چوبیس گھنٹے کے بعد تدفین کا مرحلہ آیا۔ چہرہ مبارک ہشاش بشاش تھا۔ یوں معلوم ہو رہا تھا کہ ابھی کلمہ طیبہ شریف زبان مبارک پر جاری ہونے والا ہے۔ باباجی سرکار کا رعب اور دبدبہ ان کا اپنا ہی مقام تھا' کسی کو اونچی آواز میں بات کرنے کی مجال نہیں تھی۔ وہ رعب بعد از وصال بھی چہرہ مبارک پر ظاہر تھا۔ دوران غسل بھی محترم مکرم جناب الحاج میاں مسعود احمد سکھیرا صاحب نے خصوصی طور پر مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ شاہ صاحب باباجی سرکار کا جسم مبارک کو ہاتھ لگا کر دیکھیں کہ ابھی تک گرم ہے۔ میں نے اپنا ہاتھ باباجی سرکار کے جسم مبارک پر لگایا تو یقیناً" گرم تھا۔

راقم السطور نے حاجی پیر سید مزمل حسین شاہ صاحب آف دیپالپور جو کہ رشتے میں آپ کے بھانجے لگتے ہیں اور قبلہ باباجی سرکار کے چھوٹے بھائی مبلغ اسلام حضرت پیر سید محمد یعقوب علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ آستانہ عالیہ یعقوبیہ قادریہ محلّہ پیر کریاں پاکپتن شریف ضلع ساہیوال کے داماد بھی ہیں سے کہا کہ اگر باباجی سرکار کو کل صبح دفنایا جائے تو کوئی حرج تو نہیں۔ فرمانے لگے ماماں جی کو چاہے آٹھ دن رکھ دیں ان کو کچھ نہیں ہو گا۔ چونکہ یہ اللہ کے سچے ولی ہیں۔

حضرت پیر سید احمد حسن شاہ صاحب جڑانوالہ سے صندوق کے لئے بیار کی لکڑی منگوا کر مستری محمد رمضان سے صندوق تیار کروایا۔ صندوق کو

جب قبر میں اتارا گیا چونکہ کافی تعداد میں قافلے آ رہے تھے۔ تقریباً" دس بج چکے تھے اس کے باوجود بہت سارے لوگ زیارت سے محروم رہے۔ سب سے آخر میں جن پیر بھائیوں نے زیارت کی انہیں نتھے خالصہ کی جماعت جو محترم مکرم حاجی ڈاکٹر نیامت علی صاحب کی سرپرستی میں آئے تھے۔

ختم قل خانی و ختم چہلم شریف

قل شریف کے ختم میں کثیر تعداد میں عوام الناس نے شرکت کی اطراف اکناف سے مریدین و معتقدین نے عقیدت احترام سے حاضری دی۔ چار اگست سن ۱۹۸۸ کو شام کے وقت شبینہ قرآن کریم شروع ہوا۔ حافظ خادم حسین صاحب منڈی مرید کے والوں نے پہلی منزل شروع کی۔ پندرہ پارے تلاوت کئے۔ ان کے بعد حافظ قاری عطاء محمد صاحب قادری بصیر پوری، نے تلاوت قرآن کریم شروع کرنے سے پہلے درود شریف بڑے پیارے انداز سے پڑھا۔ سامعین پر ایک خاص کیفیت وجد آفریں طاری ہوئی۔ فجر کی نماز کے وقت ختم قرآن ہوا۔ پانچ اگست جمعۃ المبارک کے بعد ختم شریف تھا۔ ہزاروں کی تعداد میں عقیدت مندوں نے حاضری دی۔ اتنا عظیم اجتماع نوری جامع مسجد میں پہلے کبھی دیکھنے میں نہ ہوا۔

پیر طریقت رہبر شریعت صاحبزادہ پیر سید مبارک علی شاہ صاحب زیب سجادہ آستانہ عالیہ شکر شریف جڑانوالہ نے اس انداز سے خطاب فرمایا۔ یوں معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے رحمت خداوندی نازل ہو رہی ہے۔ عالم منقول معقول حضرت صاحبزادہ پیر سید جعفر علی شاہ صابر آستانہ عالیہ پاکپتن شریف نے بھی خطاب کیا۔ صوفی الحاج محمد یونس نقشبندی منڈی مرید کے والوں نے اس دل سوز اور درد بھری آواز سے یہ نعت شریف پڑھی۔ اس موقعہ پر جمعۃ المبارک کی

دوسری اذان الحاج محمد صادق بھٹی نے اپنے مخصوص انداز میں پڑھی۔

سنوں دکھیاں دے دکھڑے تے سناواں یا رسول اللہ ﷺ
جے آکھو تے مدینے میں وی آواں یا رسول اللہ ﷺ

حاضرین کی آنکھوں میں آنسو رواں تھے۔ مدینہ شریف کی محبت اور اپنے پیارے پابند شریعت مصطفیٰ ﷺ مرشد پاک کی محبت میں رو رہے تھے۔ اس کے بعد وہ وقت آیا جس کا ہر مرید کو انتظار تھا۔ دستار بندی کا منظر راقم السطور نے محترمہ مکرمہ مخدومہ اماں جی سے مشورہ کیا کہ دستار بندی کس کی ہونی ہے تو اماں جی نے فرمایا کہ سید محمد احمد شاہ عرف بادشاہ صاحب کی۔ چونکہ باباجی نے ایک روز فرمایا تھا کہ میری دستار کا مالک بادشاہ ہوگا چونکہ میرا بڑا بیٹا ہے لہٰذا بادشاہ صاحب کی دستار بندی کی گئی۔ انہوں نے واقعی دستار بندی کا حق ادا کیا۔ آخر میں بادشاہ صاحب نے دعاء کی۔ لاہور سے حاجی چودھری عبدالوہاب' عزیز عبدالکریم' چودھری دلبریار صاحب' چودھری عمر حیات صاحب' مولوی فضل حسین' ظہور حسین صاحب کی قیادت میں بہاولپور منڈی ہزمان ملتان شریف والے پیر بھائی چودھری محمد حسین گورایہ ماسٹر محمد صدیق صاحب کی قیادت میں عارف والے بہاولپور منڈی ہزمان ملتان شریف والے پیر بھائی چودھری محمد حسین گورایہ ماسٹر محمد صدیق صابر کی قیادت میں عارف والے سے تمام پیر بھائی میاں مسعود احمد سکھیرا اور خان مقصود احمد خاں صاحب کی قیادت میں چک نمبر ۲۷ والے حضرت مولانا محمد یعقوب شاہ ہاشمی کی قیادت میں طبقرہ منڈی صادق گنج سے صوفی فیض احمد ماڈھوکا اور چودھری شاہ محمد کھرل غلام رسول مستری اللہ دتہ غلام مصطفیٰ' محمد یونس کی قیادت میں شکر گڑھ سے بابا اللہ رکھا اور امانت علی خاں نیاز احمد خاں نمبردار کی قیادت میں گوجرانوالہ سے حاجی سردار محمد کی قیادت

میں نو شہرور کاں کوٹ ماڑی سے نمبردار محمد شفیع ملی کی قیادت میں چک نمبر ۳۸۵ سمندری سے حاجی چودھری خوشی محمد وٹو اور ماسٹر رانا فلک شیر جوئیہ صوفی محمد حسین وٹو حاجی شمس الدین حاجی محمد صدیق صاحب رانا محمد یعقوب پٹواری صوفی غلام رسول آئس کریم والے کی قیادت میں منڈی کنگن پور سے مولوی غلام محمد صاحب خلیفہ اور علامہ مفتی عبدالرزاق صاحب کی قیادت میں چونیاں کوٹ دھارا سنگھ کی جماعت سردار اللہ دتہ چیئرمین اور سید ملک شاہ صاجب اور چودھری امانت علی شہزاد عرف لالہ اور ڈاکٹر صوفیؒ محمد ایوب معصومی کی قیادت میں بصیر پور سے میاں محمد جاوید چھبر اور میاں فتح محمد اور میاں معین الدین معین آٹو والے کی قیادت میں منڈی ہیرا سنگھ سے حاجی نذیر احمد رائس ڈیلر اور ملک صابر کی قیادت میں قلعہ دیوا سنگھ سے صوفی محمد حسن صاحب' حاجی نور احمد ولد بابا نتھا ڈوگر کی قیادت میں چک شیر کا جڑانوالہ سے میاں وریام یار مولوی محمد یعقوب لونا کی قیادت میں موڑ کھنڈا سے حاجی پیر عبدالکریم شاہ صاحب اور حاجی محمد اقبال کی قیادت شیخوپورہ سے صوفی محمد اکرم صاحب بنک والے کی قیادت میں باہمنی والا قصور شریف سے میاں محمد شریف میاں محمد اسماعیل رحمانی اور حافظ سراج دین صاحب کی قیادت میں بے شمار پیر بھائیوں نے شرکت کی۔ منڈی مریدکے سے حاجی چودھری منظور حسین گجر سابق ممبر مجلس شوریٰ پاکستان' حاجی چودھری مشتاق احمد گجر ایڈووکیٹ' الحاج ملک گوہر رحمان' الحاج پیر سید منیر حسین شیرازی' کونسلر بلدیہ مریدکے' میاں مشتاق احمد کھاد والے' حاجی غلام میراں صاحب' پیر سید صفدر علی شاہ صاحب' چودھری محمد دین گھمن' میاں مظفر علی صاحب قادری یوسفی' میاں عبدالرحمان صاحب' شہزاد کونسلر بلدیہ مریدکے' خطیب اہل سنت مناظر اہل سنت حضرت مولانا محمد عارف نوری قصوری۔

ادیب ملت صاحب تصانیف کثیرہ علامہ الحاج محمد منشاء تابش قصوری صاحب۔ پیر سید ولائت حسین شاہ صاحب' حافظ قاری محمد اللہ دتہ صاحب' قاری محمد عمر صاحب اوکاڑوی' پیر سید عاشق حسین شاہ صاحب' قاری محمد عبدالغفور صاحب ٹیچر ہائی سکول نارنگ' حضرت مولانا محمد یوسف نقشبندی' حافظ خادم حسین صاحب' حضرت مولانا زید احمد صاحب نوری' حضرت علامہ قاری غلام عباس صاحب نقشبندی' حضرت علامہ صوفی محمد علی صاحب نوری' حضرت علامہ قاری محمد اسماعیل صاحب' حضرت حافظ قاری محمد لطیف صاحب نوری' تقریباً" تمام علماء مرید کے فاتحہ کے لئے پرنڈہ شریف میں تشریف لائے۔

کرامات

۱○ محمد امین فوجی ڈرائیور بیان کرتے ہیں کہ میں غلہ سے بھرا ہوا ٹرالہ لے کر کراچی جا رہا تا کہ نواب شاہ کے قریب میرا ٹرالہ عصر کے وقت خراب ہو گیا۔۔ میں نے بڑی کوشش کی مگر سب کوششیں ناکام ہوئیں۔ بہت پریشان ہوا۔ شام کا وقت قریب تھا۔ جنگل ہی جنگل تھا کہ اچانک بابا جی سرکار کی آواز میرے کانوں میں آئی۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ بابا جی سرکار نے میرے پاس آ کر کلمہ شریف پڑھا۔ میرے دل میں خوف پیدا ہوا۔ سلام عرض کیا۔ کلمہ شریف پڑھا۔ میں نے فوراً" عرض کیا کہ سرکار میں نے تو سنا تھا کہ آپ کا وصال ہو چکا اور میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا تمہیں کس نے بتایا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ خان مقصود احمد خان عارف والا نے خط ارسال کیا تھا کہ بابا جی کا وصال ہو چکا ہے۔ بابا جی سرکار نے فرمایا وہ تو میرے جنازہ میں شامل نہیں ہوا۔ پھر فرمایا

کہ پریشانی کس بات کی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور ٹرالہ اچانک خراب ہو گیا ہے۔ فرمانے لگے کہ تم سیٹ پر بیٹھو' ان شاء اللہ ضرور چلے گا۔ میں نے سیٹ پر بیٹھ کر کلمہ شریف پڑھا۔ اور چابی لگائی کہ ٹرالہ سٹارٹ ہو گیا۔ میں نے پیچھے دیکھا تو بابا جی سرکار مجھے نظر نہ آئے۔

۲○ بعد از وصال ایسے خادموں کو خواب میں فرمایا کہ میرے صندوق کو ۲ پھٹے مسجد کے لگائے گئے ہیں۔ ان کو نکالو۔ بار بار خواب میں یہی فرماتے۔ آخر ۲۱ رمضان المبارک کو رات ایک بجے قبر شریف کو دیکھا گیا تو واقعی کیکر کے دو پھٹے اوپر لگائے گئے تھے۔ ان کو نکالا' ان کی جگہ اور پھٹے لگائے گئے۔ جب صندوق کھولا تو خوشبو مہک اٹھی۔ اللہ کا ولی آرام فرما رہے تھے۔ یہ شان ہے اولیاء اللہ کی کہ وہ بعد از وصال بھی زندہ رہتے ہیں اور اپنے خادموں کو ملتے رہتے ہیں اور ہدایات بھی دیتے رہتے ہیں۔ یہ وصال کے بعد دس ماہ کا واقعہ ہے۔

۳○ وصال کے تقریباً" دو سال بعد حسب سابق قریبی خدام کو خواب میں ملے۔ فرمایا کہ میری قبر سے صندوق نکالو اور مجھے سنت نبوی ﷺ کے مطابق کچی قبر بنا کر زمین پر ہی رکھو چونکہ صندوق سنت نبوی ﷺ کے خلاف ہے۔ قبر کو کھودا گیا اور کچی ڈاٹ والی قبر بنائی گئی۔ آپ کے جسم مبارک کو دوبارہ نیا کفن دیا گیا اور جنازہ پڑھا گیا۔ اب کی بار بھی راقم السطور نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جن احباب نے شرکت کی۔ ان میں میاں مسعود احمد سکھیرا' ماسٹر محمد صدیق صاحب بہاولپور والے' خان مقصود احمد خان عارف والے' محترم عزیزم جناب پیر سید احمد حسن شاہ صاحب' سید محمد شاہ صاحب' عزیزم ناصر لودھی نے شرکت کی۔ ہم سب پیر بھائیوں نے آپ کو کچی قبر میں دفن کیا وجود

مبارک صحیح سالم موجود تھا۔ خوشبو مہک رہی ہے۔ شان ولائت دیکھ کر ہماری زبان سے کلمہ طیبہ کا ذکر جاری تھا۔

○۴ کوٹ دھارا سنگھ تحصیل چونیاں ضلع قصور میں آپ تشریف لے گئے۔ رات ٹھہرے' رات کو آپ کی دونوں گھوڑیاں کھل گئیں۔ کافی تلاش کیا مگر کوئی پتہ نہ چلا۔ آخر کسی نے بتایا کہ سندر سنگھ والا کے اوڈ برادری سے تعلق رکھنے والوں کو پتہ ہے کہ اس وقت گھوڑیاں کہاں ہیں۔ سندر سنگھ سے رابطہ کیا تو محمد حسین اوڈھ نے بابا جی سرکار کو عرض کیا کہ اگر آپ سندر سنگھ تشریف لائیں تو آپ کو گھوڑیاں اس شرط پر مل سکتی ہیں کہ آپ چوروں کو پولیس کے حوالے نہ کریں۔ آپ نے وعدہ کر لیا کہ مجھے یہ بات منظور ہے۔ تب آپ سندر سنگھ والا میں تشریف لائے۔ بہت سے لوگ آپ کی بیعت ہو گئے۔ ان میں وہ بھی تھے جنہوں نے آپ کی گھوڑیاں چوری کی تھیں۔ انہوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور گھوڑیاں بھی دیں۔ آپ بڑے خوش ہوئے اور دعا دی۔ وہاں گاؤں سے ہی کسی نے رائے ونڈ تھانے دار کو اطلاع کی کہ بابا جی نے چوروں سے مال لے لیا ہے۔ اور ان کو معاف کر دیا ہے۔ تھانہ رائے ونڈ کا شیخ تھانے دار بڑا غصہ والا افسر تھا۔ اپنے ساتھ کچھ سپاہی لے کر سندر سنگھ والا پہنچا۔ چونکہ بابا جی سرکار کا قیام مسجد کے حجرہ میں تھا۔ تھانے دار سیدھا مسجد کے دروازے پر پہنچا۔ بابا جی سرکار سے مخاطب ہوا کہ آپ چور ہمیں دیں تاکہ ہم قانونی کاروائی کریں۔ آپ نے فرمایا وہ چور نہیں بلکہ میرے بچے ہیں' نہیں ہو سکتا کہ میں ان کو آپ کے حوالے کروں۔ تھانے دار بڑا مغرور تھا اور انتہائی متشدد تھا۔ کہنے لگا چور ہمارے حوالے کر دو۔ بابا جی سرکار نے فرمایا۔ تم ڈس مس۔ اور بس یہی کہنا تھا کہ تھانیدار سر کے بل زمین پر گرا' زبان بند ہو گئی'

پورے جسم پر فالج کا اثر ہو گیا۔ لوگوں نے تھانیدار کو اٹھایا اور چارپائی پر لٹایا اور رائے ونڈ لے جانے کی تیاری کی۔ بابا جی سرکار نے فرمایا کہ تین دن بعد اس کی موت واقع ہو جائے گی۔ یہی ہوا کہ آکر تین دن کے بعد تھانیدار فوت ہو گیا۔

○۵ چودھری علی صابر وٹو ولد حاجی چودھری خوشی محمد صاحب وٹو چک نمبر ۳۸۵ سمندری ضلع فیصل آباد والے یہ نوجوان ماشاء اللہ پڑھا لکھا ہے اور فیصل آباد میں محکمہ ٹیلی فون میں اچھے عہدہ پر مامور ہیں۔ ان کے بڑے بھائی حاجی چودھری محمد سرور صاحب وٹو جو کہ ایک عظیم محب پاکستان ملک ملت کی خدمت میں مصروف ہیں۔ اسلام آباد میں ٹی این ٹی میں چیف کے مقام پر فائز ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ بابا جی سرکار حضرت پیر سید نور شاہ ولی ہمارے گاؤں میں تشریف لائے جبکہ میں ابھی زیر تعلیم تھا۔ بابا حاجی علی بہادر جوئیہ کی بیٹھک میں یہ محفل تھی۔ بابا جی نے حکم فرمایا کہ پیالے میں دودھ لاؤ۔ بابا علی بہادر نے چینی کے پیالہ میں دودھ پیش کیا۔ ارشاد فرمایا کہ مٹی کے پیالہ لاؤ۔ بابا علی بہادر نے کہا کہ مٹی کا پیالہ تو اس وقت موجود نہیں۔ اس محفل میں مولانا محمد شفیع صاحب جو کہ غوثیہ مسجد کے امام بھی ہیں' نے عرض کیا کہ مٹی کا پیالہ میرے گھر میں موجود ہے۔ میں ابھی لاتا ہوں۔ بہرحال مٹی کے پیالہ میں پانی پیش کیا۔ بابا جی سرکار نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ پریشان نظر آتے ہیں' کیا بات ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کیا حضور میرا ایک بیٹا معذور ہے' اس کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالٰی اس کی شادی کا کوئی سبب بنا دے۔ دوسرا اللہ تعالٰی حج کی سعادت عطا فرمائے۔ بابا جی نے دعا کی۔ مولوی صاحب کے معذور بیٹے کی شادی بھی ہو گئی اور انہیں حج بیت اللہ کی سعادت بھی نصیب ہو گئی۔ اس طرح حاجی

محمد شفیع صاحب جو کہ تہجد گزار اور سب زندہ دار بھی ہیں اور خادم مسجد اور محب اولیاء اللہ بھی ہیں۔

○ ۶ حاجی شمس دین صاحب بھٹی منتظم جامع مسجد محلہ شوکت آباد سمندری ضلع فیصل آباد بیان کرتے ہیں' چک شیر کا نزد سرور شہید اسٹیشن تحصیل جڑانوالہ کے صوفی محمد یعقوب لونا کی ہمشیرہ غلام جنت خاتون جو پابند صوم صلوۃ اور پردہ کی بہت پابندی کرتی۔ اس کی پارسائی دیکھ کر اس کو بابا جی سرکار نے کہا اور ہمیشہ جانتے رہے۔ ایک روز غلام جنت کو آپ نے فرمایا کہ آنکھیں بند کر لو۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ مدینہ منورہ پہنچ گئی۔ اس کا کہنا ہے کہ میں چودہ دن مکہ المکرمہ میں عمرہ کی سعادت اور زیارت مدینہ المنورہ سے بہرہ ور ہوئی مگر دیکھنے والوں نے دیکھا کہ وہ ہمارے پاس ہی رہی۔ کچھ عرصہ کے بعد حاجی شمس الدین کو حج بیت اللہ اور زیارت گنبد خضریٰ نصیب ہوئی۔ واپس آکر حاجی صاحب چک شیر کا گئے۔ غلام جنت خاتون سے مکہ المکرمہ اور مدینہ منورہ کی زیارتوں کے بارے میں جب سوال کیا تو غلام جنت خاتون نے ایک ایک زیارت تفصیلاً بیان کیں۔ حاجی صاحب کہتے کہ میں حیران رہ گیا بلکہ یہ میرے مرشد پاک حضرت بابا نور شاہ ولی کی کرامت تھی۔ ایک مرتبہ بابا جی کے ساتھ ریل گاڑی میں سفر کرنا تھا۔ وقت ہو چکا تھا۔ وسل بھی ہو گیا مگر گاڑی چل نہ سکی۔ آپ گاڑی میں سوار ہوئے تو گاڑی چل پڑی۔ بارش کے لئے دعاء کرتے تو فوراً دعا قبول ہو جاتی۔ بارہا ایسا دیکھنے میں آیا۔

○ ۷ رانا محمد یعقوب صاحب بھٹی کہکشاں کالونی سمندری ضلع فیصل آباد والے اور صوفی محمد یونس بھٹی صاحب سکنہ سردار کالونی کھیالی بائی پاس گوجرانوالہ بیان کرتے ہیں۔ حضرت پیر سید بابا نور شاہ ولی پرندہ شریف والے

جہاں بھی گئے وہاں اسلام کی روشنی پھیلاتے گئے۔ آپ نے کئی ہندوؤں کو مسلمان کیا۔ آپ نے انسان تو کیا جنات کو بھی مسلمان کیا۔ جنات کے کئی قبیلے آپ نے مرید کئے۔ آپ کا فیض دور دور تک جاری ہے۔ آپ نے جہاں قیام کیا۔ وہاں مساجد تعمیر کروائیں۔ آپ خود اذان دیتے۔ خود ہی جماعت کرواتے۔ کئی مقامات پر آپ کے نام سے منسوب مساجد قائم ہیں۔ خود اونچی آواز سے کلمہ شریف کا ذکر کرتے۔ آپ کی خدمت میں جو بھی حاضر ہوا' وہ یقیناً بامراد ہوا۔ اتنی تضرع اور عاجزی سے دعاء کرتے' فوراً قبول ہو جاتی۔ بڑے خشوع اور خضوع سے دعائیہ کلمات کہتے۔ کبھی تو ان الفاظ کو یوں زبان پر لاتے۔ جیسے کسی کو مخاطب کیا جاتا ہے کہ ہمارا کام ابھی کرو' تمہیں کرنا ہو گا یہ بھی ایک مقام ولایت ہے۔ آپ نے شب و روز دین کی خدمت کی۔ عورتوں کو پردہ کی پابندی کا حکم دیتے۔ مریدوں کے گھروں میں قیام نہیں کرتے تھے بلکہ مسجد کے حجرہ میں تشریف رکھتے۔ البتہ جب کہ تمام مریدوں کے گھروں میں بہت کم وقت دیتے اور فقط دعاء کرتے۔ ہر آنے والے پہلے اونچی آواز میں کلمہ شریف پڑھتا اور پھر سلام عرض کرتا۔ کبھی آنے والے سالک کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور خوب شفقت کرتے۔ جانوروں کی خوب دیکھ بھال کرتے۔ پانی چارہ اور صفائی کا خیال ضرور رکھتے۔ اکثر فرماتے کہ جانور بے زبان ہیں اس لئے ان کی دیکھ بھال کی قیامت کے دن پوچھ ہو گی۔ بے نمازی سے بہت پرہیز کرتے بلکہ اپنی محفل میں بیٹھنے نہیں دیتے تھے۔ خواتین کو اپنے پاس کبھی بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ تاہم ضروری بات سنتے اور فوراً اجازت دے دیتے۔ اب الحمدللہ آپ کے صاحبزادے بھی اشاعت اسلام کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ مریدوں سے بہت پیار کرتے ہیں۔ لوگ غم زدہ آتے ہیں اور خوش ہو کر جاتے ہیں۔ اسی

طرح دربار شریف پر لنگر جاری ہے۔ عرس کے موقع پر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بڑے صاحبزادہ صاحب جو کہ ایک مستند عالم دین ہیں' عرس کی مرکزی تقریب میں نعت خوانوں اور حفاظ کرام اور علماء کرام کی خوب خدمت کرتے ہیں اور نوری مسجد میں قیام رکھتے ہیں۔ چھوٹے صاحبزادے پیر سید احمد حسن شاہ المعروف حضرت صاحب کی ذمہ داری لنگر پر ہوتی ہے۔ درویشوں کو خوب لنگر کھلاتے ہیں۔ عرس کی مرکزی تقریب میں ہزاروں کا اجتماع ہوتا ہے جس کی دیکھ بھال آپ کا ہی کام ہے۔ اپنے ہاتھ سے لنگر تقسیم کرتے ہیں۔ جس کو چاہیں اپنا وقتی طور پر معاون بنائیں۔ ایک مرتبہ عرس شریف کے موقع پر لنگر تقسیم کر رہے تھے۔ لوگ چونکہ بڑی تعداد میں آئے ہوئے تھے اور ختم شریف کا وقت ہو چکا تھا۔ آپ کی شرکت ضروری ہے۔ آپ نے دیگوں کے اوپر کنالیاں دیں اور مسجد میں ختم شریف کی محفل میں چلے گئے۔ لوگوں نے بڑے جتن کئے کہ کنالیاں اتار کر لنگر نکال لیں مگر پوری طاقت سے بھی کنالیاں نہ اتار سکے۔ حضرت صاحب جب آئے تو بس ہاتھ لگایا تو کنالیاں اتر گئیں۔ آپ کی یہ کرامت کئی لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی۔ عرس مبارک کے بعد اکثر آپ کا قیام دربار شریف کے پاس بوڑھ کے درخت کے نیچے ہوتا ہے۔ ہر ایک آنے والے کی بات بڑی توجہ سے سنتے ہیں اور کہنے والے کی طبیعت کے مطابق جواب دیتے ہیں۔ سب مریدوں میں اپنی شان بے نیازی سے گھل مل جاتے ہیں' رکھ رکھاؤ سے بے نیاز رہتے' سبھی کے ساتھ برتاؤ ایک جیسا رکھتے ہیں۔ لنگر پکوانا اور تقسیم کرنا ان کا محبوب مشغلہ ہے۔ تقسیم کے معاملے میں کبھی نہیں اکتاتے' نہ تھکتے ہیں۔ مریدوں کی زبان میں ان سے گفتگو کرنا اور ان کو مطمئن کرنا یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ دونوں بھائیوں کے درمیان محبت اور

پیار دیکھ کر ہم سب مرید باغ باغ ہو جاتے ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مرشد کے اس گلشن کو ہمیشہ آباد رکھے۔ آمین بحرمت سید المرسلین ﷺ۔

۸○ چودھری الہ یار ایس ایچ او پنجاب پولیس ولد چودھری ذوالفقار علی اولکھو سکنہ بنگی لالو تحصیل چونیاں ضلع قصور شریف اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تھانہ گلبر لاہور میں تعینات ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ میں بھائی پھیرو اڈہ میں بس سے اترا۔ باباجی سرکار کی اچانک ملاقات ہوئی۔ میں نے عرض کیا حضور دعاء کریں' اللہ تعالیٰ اولاد نرینہ عطاء فرمائے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں کی دعاء کو قبول فرماتا ہے۔ آپ نے دعاء کی۔ میرے ہاتھ پر آپ نے اپنے ہاتھ سے پانچ مرتبہ تھپکی دی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو پانچ بیٹے عطا فرمائے گا۔ بڑے بیٹے کے بائیں جانب ایک نشان ہو گا۔ آپ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد نرینہ عطا فرمائی۔ چودھری الہ یار صاحب پیر خانہ کے ساتھ بڑی عقیدت رکھتے ہیں اور دربار عالیہ پرندہ شریف اکثر حاضری دیتے رہتے۔ چونکہ ان کے خاندان کے اکثر افراد قبلہ باباجی سرکار کی بیعت ہیں۔ ان کے دادا چودھری بابا سجاول بھی بہت ارادت رکھتے ہیں جو کہ پابند صوم و صلوۃ اور بڑے خوب صورت تھے اور قد آور شخصیت تھے۔ چودھری عمر حیات' چودھری نور محمد' چودھری غلام محمد' چودھری محمد حسین' چودھری ڈاکٹر احمد فاروق' محمد صادق چودھری غلام حسین آگے ان کی اولاد سبھی نے باباجی سرکار سے فرداً فرداً فیض پایا۔ چودھری غلام حسین کی اہلیہ مریم بی بی نے ہمارے ایام بچپن میں بڑی خدمت کی۔ ان کے بیٹے چودھری محمد اسلم صاحب جو کہ مکۃ المکرمہ و زیارت گنبد سے فیض یاب ہو چکے ہیں' اکثر رمضان شریف میں داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کی مسجد میں اعتکاف کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

حضرت بابا نور شاہ ولی کے ساتھ بڑی عقیدت رکھتے ہیں۔ اس طرح چودھری الہ یار کا سارا خاندان منجملہ ارادت رکھتے ہیں اور ان کو باباجی سرکار نے لاہور کا خلیفہ بھی ارشاد فرمایا ہے۔

○۹ محترم مکرم جناب صوفی محمد حسن صاحب عرف مفتی صاحب قلعہ دیوا سنگھ والے کی زبانی حاجی محسن علی منور شہید روڈ حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ المعروف حاجی محسن سائیکل والا بیان کرتے ہیں کہ میری اہلیہ بیمار ہو گئی۔ بڑا علاج کروایا مگر افاقہ نہ ہوا۔ دراصل اس پر جن کا سایہ تھا' مجھے حاجی محمد شفیع زرگر حویلی لکھا والے نے بتایا کہ آپ اپنی اہلیہ کو قلعہ دیوا سنگھ لے جائیں وہاں ایک بڑی ہستی اللہ کا ولی حضرت سید بابا نور شاہ ولی پرندہ شریف والے تشریف فرما ہیں۔ ان سے دعا کروائیں۔ میں اور حاجی محمد شفیع زرگر قلعہ دیوا سنگھ حاضر ہوئے۔ صوفی محمد حسن سے یہ بات کی اور کہا کہ تم باباجی سرکار کو سفارش کرو کہ میری اہلیہ کے لئے دعا کریں۔ باباجی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ صوفی محمد حسن صاحب نے کہا کہ حاجی محسن صاحب بیعت ہونے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ آپ نے حاجی صاحب کو بیعت کیا تو فرمایا کیا مسئلہ ہے۔ حاجی صاحب نے عرض کیا کہ میری اہلیہ کافی عرصہ سے بیمار ہے اور اس پر جن کا سایہ ہے۔ آپ دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اس کو شفاء عطا فرمائے۔ جن بڑا متشدد ہے' چار پانچ آدمی اس کو قابو کئے ہوتے ہیں۔ تین چار چارپائیاں ٹوٹ چکی ہیں' ہم بہت پریشان ہیں۔ آپ نے فرمایا جب تم بیعت ہوئے ہو تمہاری اہلیہ اسی وقت سے صحت یاب ہو چکی ہے اور جن ہمارے پاس کھڑا ہے۔ ٹائم نوٹ کرو اور گھر جا کر دریافت کرو۔ حاجی صاحب جب گھر پہنچے تو واقعی جب یہ بیعت ہوئے تھے اسی وقت محترمہ ٹھیک ہو گئی تھیں۔ آپ نے حکم فرمایا کہ آپ سب افراد خانہ ہر دیسی ماہ کا دوسرا

جمعتہ المبارک ہمارے پیچھے قلعہ دیوا سنگھ آکر پڑھا کرو مگر حاجی صاحب کبھی کبھی غیر حاضر ہو جاتے۔ جمعتہ المبارک پر نہ آتے تب ان کی لڑکی کی نظر بند ہو گئی۔ لڑکی کو لے کر حسن آئی۔ ہسپتال ساہیوال چلا گیا۔ کافی علاج کروایا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ حاجی محسن صاحب صوفی محمد حسن کے پاس قلعہ دیوا سنگھ آیا تو اپنی بچی کے بارے میں بیان کیا تو صوفی صاحب حاجی محسن کو باباجی کے پاس لائے۔ عرض کیا کہ سرکار حاجی صاحب کی بچی کی نظر بند ہو گئی ہے' بڑا علاج کروایا ہے افاقہ نہیں ہوا۔ آپ نے اپنی دستار مبارک سے کچھ دھاگہ دیا کہ بچی کو اس کی دھونی دیں۔ انشاء اللہ آنکھیں ٹھیک ہو جائیں گی۔ بچی کو جب دستار کے دھاگہ کی دھونی دی گئی تو بچی کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔ اب تک بچی کی بینائی صحیح ہے۔

○۱۰ ایک مرتبہ راقم بھی آپ کے ساتھ موضع ونانوالہ ڈاکخانہ بصیر پور ضلع اوکاڑہ میں محمد انور خاں وٹولا دھوکا کی دعوت پر گئے۔ رات کو باباجی سرکار کی گھوڑی حویلی سے باہر نکل گئی۔ بڑی کوشش کی مگر وہ تیز رفتاری سے فصلوں میں دور نکل گئی۔ صبح بڑی تلاش کی' کھرہ نکالا' کھرہ چلتا چلتا کوٹ حاجی بگا ڈوگر منڈی کنگن پور پہنچا۔ اس وقت سردار محمد دین ولد حاجی بگا پورے عروج پر تھے۔ محمد دین سے سرکار باباجی نے بات کی کہ تم گھوڑی واپس کرو۔ آٹھ دن کا اس نے وعدہ لیا۔ مقررہ وعدہ پر آپ تشریف لائے۔ سردار حاجی بگا نے کہا محمد دین یہ درویش سید ہے۔ اس کی گھوڑی دے دو۔ محمد دین پر کوئی اثر نہ ہوا۔ محمد دین نے کہا اگر یہ سید اتنا ولی اللہ ہے تو گھوڑی اپنے گھر میں بیٹھ کر لے۔ باباجی سرکار نے فرمایا کہ یہ گھوڑی میری نہیں تھی بلکہ صاحبزادہ سید محمد احمد شاہ کی طرف اشارہ کیا کہ ان کی ہے۔ اگر میری ہوتی تو شاید نہ آتا۔ اب

چونکہ محمد دین نازیبا الفاظ کہے ہیں اس لئے ہم اپنے گھر جاتے ہیں اور گھوڑی اپنے گھر میں بیٹھ کرلیں گے۔ بس آپ نے یہ الفاظ کہے (لگے ڈنڈا ولے سہلی) خدا کا کرنا یہ ہوا کہ ایوب خان کی فوجی حکومت نے محمد دین کو بدمعاشی ایکٹ میں گرفتار کر لیا اور سنٹر جیل ساہیوال میں قید کر دیا۔ اتفاق سے بابا جی سرکار ریلوے اسٹیشن کھڈیاں ہٹھاڑ ضلع قصور پر مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے اترے تو مسجد میں سردار حاجی بگا سے ملاقات ہوئی۔ حاجی صاحب نے عرض کیا شاہ صاحب' محمد دین اور محمد حسن گرفتار میں فوجی حکومت ہے' آپ مہربانی کریں ور دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ محمد دین کی رہائی فرمائے۔ بابا جی نے فرمایا کس بات پر محمد دین بری ہو سکتا ہے تو حاجی صاحب نے عرض کیا اگر مسلیں نہ ملیں تو محمد دین بری ہو سکتا ہے۔ آپ نے دعا کی یا اللہ مسلیں ہائی کورٹ لاہور سے تحت الثریٰ پہنچا دے۔ تاریخ پر ہائی کورٹ سے مسلیں نہ ملیں' محمد دین بری ہو گیا۔ بابا جی نے شرط یہ لگائی تھی کہ حاجی صاحب محمد دین اپنے ڈیرے پر پکی مسجد بنوائے گا۔ رہائی کے بعد محمد دین نے ایک گھوڑی کی بجائے دو گھوڑیاں بابا جی سرکار کے ہاں بھیج دیں مگر پکی مسجد نہ بنائی۔ پھر دو ماہ کے بعد فوجی حکومت نے محمد دین کو گرفتار کر لیا۔ اب حاجی بگا پھر حاضر خدمت ہوا۔ بابا جی سرکار دعا کریں کہ محمد دین بری ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اب کون سی صورت ہے کہ محمد دین بری ہو جائے۔ حاجی صاحب نے عرض کیا اب مسلیں ملیں تب محمد دین بری ہوتا ہے۔ بابا جی نے فرمایا کہ یہ تو بہت مشکل ہے۔ حاجی صاحب نے عرض کیا جو ذات مسلیں تحت الارض لے جا سکتی ہے تو وہی ذات مسلوں کو فوق الارض لا سکتی ہے۔ آپ نے دعا کی اور ساتھ ہی فرمایا کہ حاجی صاحب پکی مسجد کا وعدہ پورا کرنا ہو گا۔ حاجی صاحب نے وعدہ کیا کہ ان شاء اللہ ہم پکی مسجد ضرور بنوائیں گے۔ آپ

نے دعا کی۔ مسلیں مل گئیں۔ محمد دین بری ہو گیا۔ تاریخ پر بابا جی سرکار خود لاہور تشریف لائے۔ محمد دین کو رہائی کے بعد اپنے گھر کوٹ حاجی بگا منڈی کنگن پور آنا تھا۔ بابا جی نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں بلکہ سردار محمد دین نے بھی خواہش کا اظہار کیا کہ آپ ہمارے ساتھ گاؤں چلیں چونکہ بابا جی نے تو پکی مسجد کی بنیاد رکھنی تھی۔ سردار محمد دین خود بیعت ہوا اور اپنے بیٹوں کو سردار غلام یسین' سردار محمد صابر' سردار محمد امین اور اپنے اہل خانہ کو بیعت کروایا اور ڈیرے پر پکی مسجد کی بنیاد رکھی۔ پھر اس مسجد میں بابا جی سرکار بڑی دیر تک جمعتہ المبارک پڑھاتے رہے۔ یہ شان بے نیازی ہے۔

○ میاں محمد شریف صاحب بمقام باہمن والا ضلع قصور شریف بیان کرتے ہیں' یہاں باہمنی والا میں ایک مریدوں کی بہت بڑی جماعت سے ہمیشہ عرس مبارک پر عظیم قافلہ کی صورت میں حاضری دیتے ہیں۔ بزرگوں میں میاں سراج دین' میاں محمد اسماعیل' میاں محمد اسحاق' چودھری حبیب اللہ' چودھری محمد اسلم جٹ' چودھری محمد عارف' چودھری محمد عاشق' مستری محمد صادق' مستری محمد یاسین۔ بزم غلامان بابا سید نور شاہ ولی رحمتہ اللہ علیہ کے نوجوان خصوصاً" محمد ارشد غلام مصطفیٰ عزیزم محمد صادق طاہر قادری حافظ قاری محمد ریاض صاحب' محمد ظفر اللہ رضاء صاحب عزیز محمد سرور فاروقی' محمد امین فوجی' یہ پر عزم نوجوان بڑے خوبصورت انداز میں کلمہ طیبہ کا ذکر اونچی آواز میں کرتے ہوئے مرکزی تقریب سعید میں شامل ہوتے ہیں۔ اس جماعت نے بہت فیض پایا۔ میاں محمد شریف کے یہاں اولاد نرینہ نہیں تھی مگر مرشد کی خدمت میں جب بھی موقع ملتا' ضرور حاضری دیتے۔ دور دراز مسافت سائیکل پر طے کرتے اور جمعتہ المبارک کے اجتماعات میں حاضر ہوتے۔ مقدر جاگ اٹھے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک

چاند سا بیٹا عطا فرمایا۔ فرداً" فرداً" ان سب پیر بھائیوں نے فیوض برکات حاصل کئے۔ باباجی سرکار کے لئے اجتماعی طور پر سب نے ایک پلاٹ لے کر حجرہ شریف تیار کیا ہے سرکار جب اس گاؤں میں آتے تو اپنے حجرہ میں قیام رکھتے۔ اب حضرت صاحب اپنے دم قدم سے فیض یاب فرماتے۔ یہیں راقم السطور کا ہمیشہ سالانہ ٹائم سب جماعت نے ۱۳ ربیع الاول لے رکھا ہے۔ بعد از نماز عشاء عظیم الشان جلسہ عید میلاد النبی ﷺ کا اہتمام کرتے ہیں بہت خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ محترم حافظ سراج دین صاحب جو کہ یہاں کے امام مسجد بھی ہیں' سب کی سرپرستی کر رہے ہیں۔

۱۲ حجرہ شاہ مقیم کے قریب ایک گاؤں جسا کا نام ادھو پاڑی ہے' قبلہ بابا جی سرکار وہاں ان کی طلب پر تشریف فرما تھے۔ سردار جلال دین کے باغ میں ہی قیام تھا۔ ظہر کی نماز کی آپ نے امامت فرمائی۔ ابھی دو رکعت فرض ادا کئے تھے کہ نماز توڑ دی۔ تقریباً" سات مرتبہ ایسا ہوا۔ ارشاد فرمایا کہ سب جاؤ وضو کرو۔ سب نے وضو کیا مگر پھر بھی نماز توڑ دی۔ ایک آدمی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم ناپاک نماز میں شامل ہو جاتے ہو تمہیں شرم ہونی چاہیئے۔ اس آدمی نے کہا کہ واقعی میں ناپاک تھا۔ بہرحال اس نے غسل کیا۔ نماز دوبارہ ادا کی۔ اب مکمل پڑھی۔ نماز کے بعد فرمانے لگے کہ میں نماز کیسے پوری کرتا' مجھے تو نماز میں حضور قلبی نصیب نہیں ہو رہی تھی۔

میرے جد امجد

میرے جد امجد حضرت الحاج بابا نور شاہ ولی علیہ الرحمہ میرے پیدائش سے پہلے ہی والد محترم سے فرمایا کہ آپ ایک گائے کا انتظام کریں۔۔ چونکہ آپ کے ہاں اللہ تعالیٰ بیٹا عطا فرمائے گا۔ میری پیدائش ہوئی۔ حضور قبلہ باباجی علیہ الرحمہ اور دادی صاحب اور تایا جی محمد احمد شاہ میرے ننھیال چک نمبر 8.L.A.L اختر آباد میں بڑی خوشی کے ساتھ تشریف لائے۔ میری پیاری امی جان نے بتایا کہ باباجی سرکار نے میرا نام سید ظفر احمد تجویز کیا اور تین دن تک وہاں قیام فرمایا۔ میری نانی صاحبہ اور ماموں صاحب سے بڑی محبت کرتے اور بڑی دعائیں دیتے تھے۔ بلکہ میرے بڑے ماموں محمد سعید شاہ عابد صاحب کو باباجی قبلہ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے پانچ بیٹے عطا فرمائے۔ میرے ساتھ سرکار بڑی شفقت کرتے تھے۔ ہمارے ہاں مریدکے میں کئی مرتبہ تشریف لائے۔ سفرِ حج سے جب آپ کی واپسی اسلام آباد ہوئی' سبھی کے ساتھ میں بھی اسلام آباد آپ کے استقبال کے لئے گیا۔ آپ جب چکلالہ ایئرپورٹ پر اتر کر حاجی کیمپ پہنچے' سب کو ملے مگر مجھے شفقت سے اٹھا کر سینے کے ساتھ لگایا اور پی آئی اے کی طرف سے جو کھانا ملا تھا وہ مجھے عطا فرمایا۔ وہ کھانا میں نے اور سب بہن بھائیوں نے کھایا۔ جمعہ کا دن تھا۔ تین بجے ہم مریدکے پہنچے۔ بعد از نماز جمعہ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ بہت سے لوگ زیارت کے لئے ہمارے گھر میں جمع تھے' جن کو

فردا" فردا" دعائیں دیں۔ میرا جب بھی آستانہ عالیہ پرندہ شریف جانا ہوا' مجھے حکم فرماتے سید ظفراحمد نعت شریف پڑھو۔ نعت شریف سن کر بڑا خوش ہوتے۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ بہت محبت کرتے۔ ذکر مصطفیٰ ﷺ سن کر ان کی آنکھیں پرنم ہو جاتیں۔ یہ حقیقت ہے کہ سید عالم ﷺ کے ساتھ جتنی زیادہ محبت ہو' ولائت میں اس کے درجے بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں۔ ان کی دعا سے ماشاء اللہ ہم پانچ بھائی ہیں۔ بالترتیب جن کے نام یہ ہیں۔ سید ظفراحمد' سید مظہر احمد' سید فضل احمد' سید اظہر احمد' سید اطہر احمد۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بحرمت سید المرسلین ﷺ

سید ظفراحمد شاہ
ناظم انجمن طلبہ اسلام
سٹی مرید کے ضلع شیخوپورہ

الحاج حضرت بابا نور علی شاہ صاحب

صوفی محمد حسن عرف مفتی صاحب بیان کرتے ہیں۔ قلعہ دیوا سنگھ والے الحاج حضرت بابا نور علی شاہ صاحب ہر ماہ دیسی کے لحاظ سے قلعہ دیوا سنگھ میں دوسرا جمعہ پڑھاتے تھے۔ وہاں پر دور و نزدیک کے عقیدت مند مرید جوق در جوق حاضری دیتے اور فیض حاصل کرتے اور منہ بولی مرادیں حاصل کرتے۔ ایک دفعہ پیر غلام مرتضیٰ چشتی صاحب کی گھریلو سامان کی چوری ہو گئی تو بابا جی سرکار کو عرض پرداز ہوا کہ سرکار ہماری چوری ہو گئی۔ کافی تلاش کی کوشش کی مگر چوروں کا سراغ نہیں ملا۔ آپ بابا جی سرکار دعا فرمائیں ہمارا سامان چوری واپس آ جائے۔ تو بابا جی سرکار نے دعا کی تو فورا" چور تھانہ دیپالپور میں گرفتار ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے قلعہ دیوا سنگھ سے پیر غلام مرتضیٰ صاحب کی چوری بھی کی ہے اور پھر جو سامان چوری ہوا تھا وہ مکمل واپس ہوا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک آدمی آیا۔ حضرت بابا جی سے عرض کی کہ سرکار مجھے حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت ہو جائے تو بابا جی سرکار نے فرمایا کہ آپ نماز پڑھا کریں' صبح کی نماز سنت فرض کے درمیان گیارہ دفعہ درود شریف ۴۱ دفعہ سورۃ فاتحہ شریف بعد گیاراں دفعہ درود شریف روزانہ کا وظیفہ پابندی سے کیا کریں اور مسجد میں جھاڑو دیا کریں اور ماہ کا جمعۃ المبارک آکر قلعہ دیوا سنگھ پڑھا کریں۔ اس نے مجھے رو کر بتایا کہ مفتی صاحب حضرت خضر

علیہ السلام کی زیارت تو مجھے ہو گئی ہے۔ حضرت باباجی سرکار اور حضرت خضر علیہ السلام دونوں موجود تھے تو مجھے زیارت ہوئی۔ میں نے چاہا کہ خضر علیہ السلام کے گلے مل لوں تو میں آگے ملنے کا ارادہ کیا تو خضر علیہ السلام بھی ملنے کے لئے تیار ہوئے تو حضرت باباجی نے مجھے فرمایا کہ اپنا وعدہ یاد کرو۔ یہ ہے زیارت کا وعدہ۔ کیا ملنے کا نہیں تو زیارت آپ کو ہو گئی۔

بیان صوفی محمد حسن عرف مفتی صاحب قلعہ دیوا سنگھ والے۔ چونکہ فقیر کو بہت خدمت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ جو مرید آتے آپ ان کو لنگر تقسیم کرتے اور حکم فرماتے کہ کوئی بھی لنگر کھائے بغیر نہ جائے۔ آپ کو مہمان نوازی کا بڑا شوق تھا آپ لنگر تقسیم کرتے وقت بہت خوش ہوتے۔ حکم فرماتے کہ دو دو آدمی چارپائی پر بیٹھیں۔ دائیں زانو اوپر پیر کر کے بیٹھیں۔ ہر ایک کو علیحدہ برتن میں سالن دیتے اور آپ بڑے شوق سے دال مونگی چھلڑ والی یا دیسی پسی والی توری کا حکم فرماتے کہ ہمارے لئے پکاؤ تو آپ تناول فرماتے۔ کبھی کبھی تین چار دن بعد آپ کھانا تناول فرماتے تھے۔ اکثر دفعہ آپ ایسا کرتے کیونکہ ہم ہروقت آپ کے پاس رہتے تھے۔

آپ بالکل سادگی پسند تھے۔ لباس سفید پسند کرتے تھے اور کوئی ثابت نہ کرے کہ پیر صاحب آ رہا ہے۔ آپ بالکل درویشی حالت میں رہتے تھے اور آپ اپنے ساتھ ایک کپڑے کی بوری رکھتے جس میں جانماز' کھیس' لوٹا' چھنہ' بیٹری اور جو لوگ پیر خانہ کی امانت کہہ کر نذرانہ پیش کرتے تو فرماتے کہ گتھلے میں ڈال دو اس بوری کو آپ گتھلہ بولتے تھے۔ ہم نے بہت عرصہ آپ کی خدمت کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے کبھی جیب میں روپیہ وغیرہ نہیں ڈالا تھا۔ بس گتھلہ میں ہی ان گنت ہوتے تھے۔ جب ضرورت ہوتی تو حکم فرماتے' قدرتی

گتھلے سے نکال لو۔ گاڑی موٹر تانگہ میں سفر کے وقت ہم کو کہتے کھلے ہو کر بیٹھیں' آپ سکڑتے جاتے کہ آپ تنگ نہ ہوں۔

ایک دفعہ پیر خانے پرندہ شریف میں حاضر تھا کہ لوگوں نے اپنا مال مویشی دریا میں چرانے کے لئے گئے تو میں نے باباجی سرکار سے عرض کیا کہ ہم بھی اپنا مال مویشی چھوڑ دیں تو باباجی سرکار نے فرمایا مفتی صاحب! یہ لوگ دریا میں قبضہ رکھتے ہیں اپنے مال مویشی کے لئے چرال وغیرہ بوتے ہیں۔ اس لئے آپ مویشی نہ چھوڑیں تو میں نے عرض کیا۔ سرکار دریا تو حضرت خضر علیہ السلام کی ملکیت ہے۔ یہ قبضہ کیسے کر سکتے ہیں تو آپ نے بڑے لہجہ سے فرمایا اچھا جی تو پھر کیا ہوا جب صبح اٹھے تو ہر طرف پانی ہی پانی نظر آ رہا تھا۔

ایک دفعہ مجھے قلعہ دیوا سنگھ سے جمعتہ المبارک باباجی سرکار نے پڑھاتے ہوئے حکم فرمایا کہ تانگہ لائیں' ہمارا ٹائم ہے۔ چک نمبر۲۷ میں چلنا ہے تو ہم بھی باباجی سرکار کے ساتھ اسٹیشن قلعہ دیوا سنگھ سے گاڑی پر سوار ہوئے۔ حضرت بابا فرید شکر گنج کا عرس تھا۔ بہت لوگوں کی بھیڑ تھی مگر میں نے بڑی کوشش سے باباجی کو جگہ بیٹھنے کی بنا دی تو مجھے باباجی بار بار کہتے کہ آپ بھی بیٹھیں' کبھی آپ بیٹھیں کبھی میں۔ یعنی باری باری بیٹھنے کا اظہار فرماتے۔ مگر میں عرض کرتا سرکار میں تو کھڑے ہو کر شرف حاصل کروں گا۔ جب پاکپتن شریف اسٹیشن پر گاڑی رکی تو میں بھی بیٹھ گیا۔ حضرت باباجی نے بابا فرید کے ایصال ثواب کے لئے ختم شریف پڑھ کر ثواب حضرت بابا فرید کی روح کو پہنچایا۔ پھر ہم تقریباً" بارہ بجے رات کے اسٹیشن بوریوالہ میں اترے تو بازار سے گزر رہے تھے۔ باباجی نے فرمایا مفتی صاحب! کچھ تبرک کر لیں جو پسند کرتے ہیں تو ہم نے عرض کیا کہ سرکار آپ کیا پسند کریں گے تو آپ نے فرمایا ہمارا تو صبر

ہے۔ ہم نے بھی کہا کہ ہمارا بھی صبر ہے۔ آپ نے فرمایا ہمارے حال پر ہو۔ ہم نے کہا جی۔ آگے پھر ہوٹل آتے گئے تو مجھے آپ حکم کرتے ہیں۔ آپ کے حال پر شاکر رہا تو بس میں بھی کیلا سیب وغیرہ۔ آئے بابا جی نے حکم کیا کہ آپ تبرک کر لیں مگر میں آپ کے حال پر ہی رہا۔ آخر ہم تھانہ غازی آباد اڈا پر اترے تو رات کا ایک بج چکا۔ آپ نے فرمایا بیٹری نکالیں۔ میں نے بیٹری نکالی سیل ختم ہو چکے تھے۔ روشنی نہیں کرتے تھے۔ میں نے کہا سرکار میں کسی دوکان سے پتہ کرتا ہوں سیل مل جائیں تو خرید لیتے ہیں۔ مگر سیل نہ ملے تو بابا جی سرکار نے فرمایا اچھا دعا کرتے ہیں۔ ان کو ہی رب ایمان دیوے۔ ہمیں منزل مقصود پر پہنچائیں، روشنی کرتے جائیں۔ تو ایسا ہی ہوا۔ آپ نے ہم کو حکم فرمایا کہ آپ بیٹری پکڑ لیں اور ہمیں گتھلہ دے دیں اور ہم نے سفر کرنا شروع کر دیا۔ ہم کلمہ شریف کا ذکر کرتے جا رہے تھے کہ اچانک بابا جی سرکار نے فرمایا ہم تو آگے آ گئے ہیں وہ اپنی مسجد نظر آ رہی ہے۔

حضور قبلہ بابا جی سرکار یہ اشعار پڑھتے تھے

ہمارے کلمہ شریف کی آواز سن کر آبادی والے مرید بھی آ گئے تو ہم مسجد میں نماز عشاء پڑھنے کے لئے داخل ہو گئے۔ انہوں نے ہمارے بستروں کا انتظام کیا۔ جس وقت ہم حجرہ میں گئے تو دیکھا کہ انہوں نے چاروں طرف کمانے کسے تھے اور چھپر تھا، ہر طرف تازہ لپائی تھی۔ پوہ کا مہینہ تھا۔ سردی عروج پر تھی۔ بابا جی سرکار بستر میں بیٹھ کر یہ شعر پڑھ رہے تھے کہ

اونٹ جوایاں بکری جوتھا گاڈی بان

چا اے مینہ نہ منگدے بھاویں اجڑ جائے جہان

آپ بار بار یہ شعر پڑھتے، پڑھتے پڑھتے صبح ہو گئی۔ نماز کے بعد آپ کو معلوم تھا کہ مفتی صاحب کو کام ہے اس لئے ہم کو صبح ناشتہ کروا کر مریدوں کو حکم کیا مفتی صاحب کو بس پر بٹھائیں جس وقت میں موٹر پر سوار ہوا تو میں نے کہا اڈا غازی آباد جانا ہے۔ مگر کافی دیر کے بعد میں نے کنڈیکٹر کو کہا مجھے غازی آباد اتار دینا۔ مگر میں بار بار کہہ رہا تھا کہ غازی آباد اترنا ہے۔ وہ کہنے لگا جی غازی آباد ابھی نہیں آیا تو میں گھبرا رہا تھا کہ موٹر والے مجھے آگے لے جا رہے ہیں۔ میں نے کہا غازی آباد تو بالکل قریب ہی تھا۔ آپ تو مجھے بہت آگے لے آئے ہو۔ مگر انہوں نے ہمیں تسلی دی۔ نہیں بابا جی غازی آباد تو بہت آگے ہے۔ میں گھبرا رہا تھا۔ رات تو پیدل تھے۔ سفر معلوم نہیں ہوا تھا، جلدی پہنچ گئے تھے۔ اب موٹر پر اتنا سفر ہے کہ میں اکتا گیا ہوں۔

آپ ہر نماز کی جماعت خود کرواتے تھے۔ چاہے گاڑی موٹر تانگہ میں سوار ہوتے تو بھی اذان جماعت کرواتے۔ چاہے جنگل میں جہاں ہوتے اپنا کھیس وغیرہ بچھا دیتے اور جماعت کرواتے۔ آپ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو پہلے صف بنوائے۔ پورے پورے آدمی گن کر صف میں کھڑے کرتے۔ تین صفیں بنواتے تھے چاہے آدمی تھوڑے ہوتے۔ صف مکمل کروا کر تکبیر پڑھتے۔ آپ کو میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ شریعت کے حکم کے بغیر کوئی کام بھی نہیں کرتے تھے۔ آپ کا سونا، بیٹھنا، اٹھنا، چلنا، حسن سلوک عین شریعت کے مطابق اور ہر نماز کے بعد قرآن پاک کی زیارت کرواتے۔ ساتھ ہی تعوذ، تسمیہ، سورۃ فاتحہ بمعہ ترجمہ پڑھاتے اور الف۔ ب سے ی ے تک پڑھاتے اور دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی قرآن پاک کی طرف کرواتے تاکہ پوری توجہ ہو

جائے۔ کلمہ شریف کا ذکر کرواتے۔

آپ کا معمول تھا جس وقت قرآن پاک پڑھنا ہوتا ہر طرف پہرہ لگواتے اس لئے کوئی آدمی نہ آئے نہ جائے۔ قرآن پاک کی طرف پیٹھ نہ ہو پائے۔ اگر کسی کی پیٹھ ہو جاتی تو آپ سرکار اس پر بڑی ناراضگی کا اظہار فرماتے۔

حضرت بابا نور شاہ ولی پیا کدی درس دکھا للہ آنا
حضرت بابا نور شاہ ولی وسدا رہے تیرا آستانہ
صاحبزادے دونوں سارے سید احمد شاہ سید حسن شاہ پیارے
کرے نظر شاہا ہو جائے دور بلا خیر پانا
حضرت بابا نور شاہ ولی وسدا رہے تیرا آستانہ
جو تیرے در تے آوے فیض علم لدنی دا پاوے
نوری درس ہے تیرا، ہر وقت جاری
طلبا علم پڑھن نالے فیض پاون عالمانہ
حضرت بابا نور شاہ ولی وسدا رہے تیرا آستانہ
حسن محمد پیا ایہہ عرض کردا جہڑا تیرے در دا گداگر شاہا
بھر دو جھولی میری نہ خالی ہٹانا
حضرت بابا نور شاہ ولی وسدا رہے تیرا آستانہ

شریعت مطاہرہ کی پابند شخصیت

میرے قبلہ شیخ طریقت واقف حقیقت آئینہ معرفت عاشق رسول منبع انوار فیوض برکات الحاج قبلہ بابا سید نور علی شاہ صاحبؒ ایک منفرد شیخ کامل سرکار ہر وقت باوضو رہتے تھے۔

شریعت مطاہرہ پر بڑی سختی سے عمل کرنے والے اور کروانے والے تھے۔ سرکار جہاں جب بھی جلوہ گری فرماتے، سب سے پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور اولین مسجد کی صفائی کا خیال فرماتے۔ اگر کوئی مرید نہ ہوتا تو آپ خود صفائی کرتے تھے۔ آپ کا لباس سادہ، کھانا سادہ، آپ کا چلنا، بیٹھنا، اٹھنا، سونا شریعت کے مطابق تھا۔ آپ کو اتنا اولاد اور مال سے پیار نہیں تھا جتنا کہ صوم و صلوۃ سے۔ قرآن پاک سے پیار تھا۔ ایسی خصوصیات بہت کم پیروں میں دکھائی دیتی ہیں۔

مجھے بچپن سے باباجی حضور سے اس لئے پیار تھا کہ میرے باباجی سرکار نماز پڑھا کر تمام مریدین کو درس قرآن پاک اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا درس دیتے تھے اور جب دعا فرماتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا جس طرح پنجتن پاک ان کے پاس جلوہ نمائی فرما رہے ہیں۔ آپ پنجتن پاک کی خدمت میں اپنی التجائیں اور دعائیں پیش فرما رہے ہیں۔ اور آل رسول ﷺ ان دعاؤں کو قبول فرما رہے ہیں۔ یہ خصوصیات مجھے بارہ سال کی عمر میں نصیب ہوئیں۔ میں

بے سہارا بن کر ان کے قدموں میں گرا۔ حضورؒ نے سینے سے لگایا۔ اس نالائق کو اپنی غلامی میں لے لیا اور شرف قبولیت بخشا۔ سرکارؒ نے حکم فرمایا اب تو میرا بیٹا ہے۔ جاؤ دین کا علم حاصل کرو۔ میری دعائیں ہر وقت تیرے ساتھ ہیں۔ قبلہ باباجیؒ کی دعاؤں سے میں نے درس نظامی دارالعلوم جامعہ حنفیہ قصور سے کیا اور ساتھ ہی حضورؒ کی دعاؤں اور پر تاثیر نگاہوں سے حکمت اور ڈاکٹری کا کورس بھی کر لیا۔ یہ وقت بھی تھا کہ میں نعت بھی نہیں پڑھ سکتا تھا۔ آج خدا کے فضل سے مرشد کامل کی نگاہ کرم سے مجھے مقررانہ اور واعظانہ رنگ بھی نصیب ہوا۔ میں جب بھی قبلہ باباجی کی خدمت میں جو مراد سے کر لیا گیا ان کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے پوری فرمائی۔

ایک دفعہ میں چک نمبر۷ ۸/۱۰ میں خطابت میں سرانجام دیتا تھا۔ مجھے معلوم ہوا قبلہ باباجی حجرہ شاہ مقیم کے قریب ایک وٹواں والا ٹیوب ویل تشریف لائے ہیں۔ نماز جمعہ پڑھا کر زیارت کے لئے گھر سے نکلا' قبلہ باباجی سے ملاقات ہوئی۔ حضور باباجی نے مجھے گلے سے لگایا اور حکم دیا بیٹا نماز عصر کا وقت ہونے والا ہے' مجھے وضو کرواؤ۔ میں نے وضو کروایا۔ باباجی کی امامت میں نماز ادا کی۔ آپ نے فورا" حکم دیا بیٹا فورا" گھر چلے جاؤ تمہارے مہمان آئے ہوئے ہیں۔ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ میں باباجی کا حکم سنتے ہی موٹر سائیکل پر سوار ہوا گھر پہنچا تو لاہور سے میرے مہمان آئے ہوئے تھے اور میرا انتظار کر رہے تھے مجھے دیکھتے ہی بہت خوش ہوئے کیونکہ میرا پروگرام جلدی واپس آنے کا نہیں تھا۔

باباجی کی محبت اور شفقت کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ

ایک دفعہ میری طبیعت بڑی ناساز تھی۔ میلاد النبی ﷺ کا سالانہ پروگرام تھا۔ میرا گلا بھی بہت خراج تھا۔ سردی کا موسم تھا۔ میں نے خیال کیا قبلہ باباجی کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا مسئلہ بیان کرتا ہوں جب میں آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا لنگر تقسیم کر رہے ہیں۔ لوگ آپ کی زیارت سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ میں بھی باباجی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ کلمہ شریف کا ورد کرتا ہوا آپ کے قدموں کو بوسہ دیا۔ باباجی نے فرمایا بیٹا! آج ہم دونوں یعنی خادم اور آقا مل کر لنگر تقسیم کریں گے۔ میں نے سرکارؒ کے ارشاد مبارک کی تکمیل کی اور لنگر تقسیم کرنا شروع کر دیا اور اپنا مسئلہ بیان کیا کہ میرا گلہ خراب ہے۔ آپ نے حکم دیا بیٹا لنگر کے میٹھے چاول کھاؤ انشاء اللہ تمہارا گلہ ٹھیک ہو جائے گا۔ تم صحب یاب ہو جاؤ گے۔ میں نے میلاد النبی ﷺ کی نورانی محفل پاک میں جب خطاب کیا تو محفل پاک میں اتنا ذوق پیدا ہوا کہ باباجی سرکار وجد میں آ کر کھڑے ہو جاتے۔ یہ میرے آقا کی کرامت تھی کہ میرا گلا بھی ٹھیک ہو گیا۔ اور سرکارؒ کی زیارت کا بھی شرف حاصل ہوا۔ یہ سب میرے آقا کا کرم ہے میں بے سہارا ان کے قدموں میں گرا آج دنیا کی ہر نعمت میرے پاس ہے۔

من جانب ادنیٰ سا خادم سگ دربار عالیہ
ابو الفرید عبدالحمید عابد خطیب جامع مسجد
اچک نمبر۲۱/۲۶۔ تحصیل و ضلع اوکاڑہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجرہ نسب شریف

☆ ۱- حضرت سیدنا علی المرتضیٰ اسد اللہ الغالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ و کرم اللہ وجہہ الکریم

☆ ۲- حضرت سیدنا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ ۳- حضرت سیدنا امام زین العابدین، سید الساجدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ ۴- حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ ۵- حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ ۶- حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ ۷- حضرت سیدنا امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ ۸- حضرت سیدنا امام تقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ ۹- حضرت سیدنا امام نقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ ۱۰- حضرت سیدنا امام جعفر ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ ۱۱- حضرت سیدنا علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ ۱۲- حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ ۱۳- حضرت سیدنا سید احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ ۱۴- حضرت سیدنا سید محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ ۱۵- حضرت سیدنا سید محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ ۱۶- حضرت سیدنا سید جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ ۱۷- حضرت سیدنا ابوالمواعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ ۱۸- حضرت سیدنا سید علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ ۱۹- حضرت سیدنا سید جلال الدین سرخپوش بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ (اوچ شریف والے)

☆ ۲۰- حضرت سیدنا سلطان سیدی احمد کبیر رحمتہ اللہ تعالیٰ

☆ ۲۱- حضرت سیدنا سید مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمتہ اللہ تعالیٰ

☆ ۲۲- حضرت سید محمود ناصرالدین رحمتہ اللہ تعالیٰ

☆ ۲۳- حضرت سید علم الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ

☆ ۲۴- حضرت سید اسماعیل رحمتہ اللہ تعالیٰ

☆ ۲۵- حضرت سید کبیر الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ

☆ ۲۶- حضرت سید قطب شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ

☆ ۲۷- حضرت سید علی بڈھا شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ

☆ ۲۸- حضرت سید شمس الدین شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ

☆ ۲۹- حضرت سید کبیر شاہ احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ

☆ ۳۰- حضرت سید متوالا شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ

☆ ۳۱- حضرت سید عبدالجلیل شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ

☆ ۳۲- حضرت سید نور شاہ احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ

☆ ۳۳- حضرت سید عبدالرحیم شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ

☆ ۳۴- حضرت سید وارث شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ

☆ ۳۵ - حضرت سید فتح علی شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ

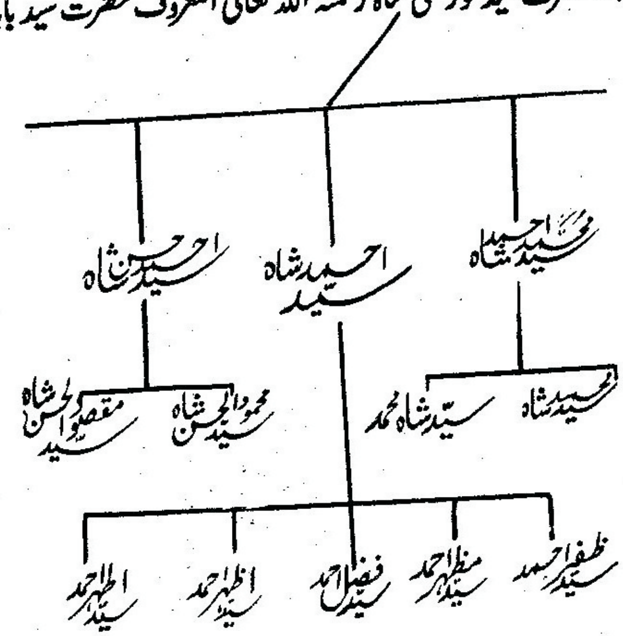
☆ ۳۶ - حضرت سید محمد جلال شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ

☆ ۳۷ - حضرت سید قطب علی شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ

☆ ۳۸ - حضرت سید سردار علی شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ

☆ ۳۹ - حضرت سید نذر علی شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ

☆ ۴۰ - حضرت سید نور علی شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ المعروف حضرت سید بابا نور شاہ ولی



بیاد حضرت الحاج پیر سید نور شاہ ولی وصال شریف ۲۷ جون ۱۹۸۸ء مطابق ۱۲ ذیقعدہ المبارک ۱۴۰۸ھ بروز پیروار بعد نماز فجر

شجرہ شریف خاندان قادریہ

رحم فرما یا رب محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے
سید کونین ختم الانبیاء ﷺ کے واسطے

مشکلیں آسان کر بہر علی مشکل کشاء
کر حسن انجام حسین احسن لقا کے واسطے

کر محبوں میں مجھے بہر حبیب مجتبیٰ ﷺ
درد دے داؤد طائی مقتدا کے واسطے

معرفت کی راہ دکھا معروف کرخی کی طفیل
سر حق دے سر سقطی باخدا کے واسطے

استقامت بخش تو بہر جنید عالی مقام
صدق دے بوبکر شبلی باصفا کے واسطے

ساغر وحدت پلا تو عبد واحد کی طفیل
فرح دے تو بوالفرح رحمت ردا کے واسطے

بوالحسن کے واسطے دے مجھ کو حسن دو جہاں
اور سعادت بوسعید رہنما کے واسطے

راز سے قدرت کے یا رب تو مجھے آگاہ کر
شیخ عبدالقادر غوث الورا کے واسطے

شاہ دولہ کے لئے تو دولت ایمان بخش
نور عرفاں شاہ منور پرضیا کے واسطے

دو جہاں میں سرخرو کر شاہ عالم کی طفیل
عافیت محمود احمد پارسا کے واسطے

راستی جنید اور دے صراط مستقیم
شاہ صدیق محمد باصفا کے واسطے

شعب عصیاں سے بچا بہر شعیب کر میری
مغفرت عبدالغفور پر عطا کے واسطے

نعمت دنیا و دیں دے بہر شاہ عبدالوہاب
کر کرم اے رب مرے ان اولیاء کے واسطے

اپنے حمد و شکر کی توفیق دے مجھ کو خدا
حضرت خواجہ احمد شاہ بے ریا کے واسطے

مشہد عشق و محبت کی شہادت کر نصیب
حضرت شاہ حسین عاشق رب العلی کے واسطے

خلق حسن کا خیر دے دے یا خدا
شاہ محمدؐ دل صفا نور الہدیٰ کے واسطے

غل و غش سے پاک کر عبدالغفار شاہ کا دل
کلہم ان صاحبان اولیاء کے واسطے

کلمہ طیب کا ذکر پاک ہر دم دل میں ہو

صدقہ سید نور شاہ ولی پیشوا کے واسطے

بخش دے تو کل خطائیں حضرت بوظفر کی
ان تمامی کاملان و رہنما کے واسطے

ذوق شوق اور درد دل عنایت کر کریم
کر کرم ان صاحبان ہادی ہدیٰ کے واسطے

نوٹ: سالانہ محفل میلاد ۱۲ ربیع الاول اور ہر دیسی مہینے کا تیسرا جمعتہ المبارک مسجد نور پرندہ شریف میں حسب معمول جاری رہے گا

منجانب: سید محمد احمد شاہ، سید احمد شاہ، سید احمد حسن شاہ، پسران حضرت پیر سید نور شاہ ولی پرندہ شریف

محفل میلاد شریف کا اہتمام

۹۴/۲/۲۴ بروز پیر وار بعد از نماز عشاء جامع مسجد مہاجرین میں راقم السطور کی روانگی حرمین شریفین کے سلسلہ میں ایک عظیم الشان محفل میلاد شریف کا اہتمام کیا۔ جس میں صدارت پیر طریقت صاجزادہ پیر سید احمد حسن شاہ صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ پرندہ شریف ضلع شیخوپورہ نعت الحاج صوفی محمد یونس صاحب نقشبندی خطاب فخر سادات پیر سید مبارک علی شاہ صاحب سجادہ نشین سنیکر شریف جڑانوالہ۔ کثیر تعداد میں معززین شہر نے شرکت کی۔ الحاج محمد عارف صاحب نوری الحاج محمد منشا تابش قصوری پیر سید ولائت حسین شاہ پیر سید ملنگ حسین الحاج چودھری مشتاق احمد صاحب گجر میاں مظفر علی صاحب قادری یوسفی حاجی شیخ نذیر احمد کریانہ والے محترم جناب صوفی عاشق رسول صاحب امیر بزم ذکر اللہ مریدکے و صدر کمیٹی جامع مسجد اقصیٰ منڈی مریدکے چودھری عمر حیات صاحب لاہور پیر سید گامے شاہ ساہیوال بہت ایمان افروز محفل پاک تھی۔ آخر میں پیر سید مبارک علی شاہ دعائیہ درد بھرے کلمات سے حاضرین کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ حضرت علامہ الحاج محمد عارف نوری نے دعا کرائی۔

ابو ظفر سید احمد شاہ کی روانگی برائے حرمین شریفین و مصر

۹۴/۲/۲۷ بروز جمعرات بعد از نماز مغرب مرکزی جامع مسجد مہاجرین سے راقم الحروف و عزیزم قاری محمد عبدالغفور کی روانگی برائے عمرہ زیارت مدینہ و مقدس مقامات مصر کی زیارت ایئرپورٹ پہنچانے کے لئے عزیزم سید احمد حسن شاہ صاحب، عزیزم محمد فاروق شاہ صاحب، عزیزم سید ظفر احمد شاہ صاحب، چودھری حاجی الہ دین، غلام مصطفیٰ، چودھری محمد فاروق صاحب، عزیزم حافظ قاری محمد ریاض خان، مقصود احمد خاں صاحب آف عارف والا تشریف لے گئے۔ پرواز کا وقت تھا ۳۰-۹ لیکن ۳۰-۱۱ پر روانہ ہوئی PK 307 - کراچی ۳۰-۱ پہنچی۔ وہاں سے ہم رفقائے سفر حاجی محمد انور صاحب، حاجی شیخ محمد ایوب صاحب اور خادم اہل سنت اور چودھری عبدالغفور صاحب کراچی ایئرپورٹ سے ٹیکسی پر شاہ ذوب ہوٹل میں ٹھہرے۔ صبح نو بجے کراچی ایئرپورٹ پر پہنچے۔۔ عجبٹ ایئر لائن M-S 871 کے طیارے میں سوار ہوئے۔ ۳۰-۱۲ پر روانہ ہوئے۔ ۳۰-۳ دوبئ پہنچے۔۔ ہم لوگ طیارہ میں ہی بیٹھے رہے۔ دوبئ سے طیارہ ۴ بجے چلا۔ ۴۵-۸ مصر پہنچا۔ وہاں اترے۔ ویٹنگ روم میں جا کر قاری محمد عبدالغفور کے ویزہ لگانے میں تقریباً" دو گھنٹے صرف ہوئے۔ ٹیکسی پکڑی۔ اطلس ہوٹل قاہرہ میں دو کمرے کرائے پر حاصل کئے۔ نمازیں پڑھیں اور آرام کیا۔ بڑا کمال ہوٹل تھا۔ صبح کی نماز الفتح مسجد میں ادا کی۔ جامع ازہر کا پتہ

پوچھا۔ جامعہ ازہر میں کسی پاکستانی طالب علم کا پتہ کیا تاکہ ہمارے ساتھ چلے' زیارتیں کرنے میں آسانی ہو۔ بہرحال عزیزان حافظ عبدالحفیظ صاحب' الطاف حسین صاحب سے ملاقات ہوئی۔ بڑی خوشی ہوئی۔ انہوں نے پہلے نمبر پر ہمیں بہت سستا ہوٹل لے کر دیا اور آسانی کے ساتھ سامان لا کر اسلامی ہوٹل میں رکھا۔

میں اور حاجی محمد انور صاحب اسلامی ہوٹل کے دوسرے فلور پر کمرہ نمبر ایک سو تین میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہوٹل میں کام کرنے والی خاتون آئی اور آ کر مجھے سلام کیا۔ ہاتھ آگے بڑھایا' مصافحہ کے لئے۔ لیکن میں نے مصافحہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے بڑا اصرار کیا لیکن میں بدستور انکار کرتا رہا۔ آخر وہ خود کہنے لگی کہ میں نے غلطی کی ہے۔ یہ میرا عمل حاجی صاحب دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ شاہ صاحب آپ نے بہت اچھا کیا ہے۔ مصر کا ماحول مغربیت میں رچا بسا ہے۔

القاہرہ کے میدان حسینیہ میں

آج مورخہ ۲۹/۲/۹۲ کو جامع حسینہ کی زیارت کی۔ مع رفقاء حاجی محمد ایوب محترم جناب حاجی محمد انور صاحب' محترم جناب قاری محمد عبدالغفور صاحب و عزیزم الطاف حسین صاحب' محمد حفیظ صاحب' متعلم جامع ازہر مدینہ البعوث مصر القاہرہ نماز ظہر جامع حسینیہ میں پڑھنے کا موقع ملا۔ بڑی محبت سے زیارت کی۔ جامع حسینہ جامع کے دروازے میں حسین گیٹ شمال کی جانب دو جنوب' دو مغرب' ایک مشرق' جنوب میں ایک گیٹ مقفل ہے۔۔ مین گیٹ کے

بائیں جانب کونے کے مینار پر حدیث رسول مقبول ﷺ لکھی ہوئی ہے۔ **الحسین منی وانا من الحسین۔** یہ عظیم جامع طول تقریباً" ۴۰۴ فٹ' اور عرض ۱۷۶ فٹ ہے۔

مغرب میں محراب کے دائیں جانب دروازہ مشہد حسین کی طرف ہے یہاں پر امام عالی مقام کے سرانور کی زیارت ہے جہاں پر حاضری دے کر بڑا ایمان تازہ ہوا۔ یہاں پر حاضری کثیر تعداد میں ہوتی ہے۔ خواتین کے لئے اگرچہ الگ زیارت کا مقام ہے لیکن خواتین مردوں کی طرف بھی آتی رہتی ہیں۔ زیارت میں اکثر قرآن آیات لکھی ہوئی ہیں۔ جامع کی اتنی بڑی عمارت ۸۴ ستونوں پر قائم ہے۔ پرکشش مسجد ہے۔

محراب کے ساتھ جو ممبر امام کا خطبہ کے لئے مصر کے مرحوم صدر جمال عبدالناصر نے بنوایا تھا۔ وہ قابل دید ہے۔ یہاں ایک چیز دیکھنے میں آئی کہ بھکاری بہت ہیں۔ حضرت بی بی زینت کے مزار پر عربی اشعار پیش نظر ہیں۔

ازینب انت فی الدنیا کشمس
لها نور یضئی ولا یغیب

ومن جاء المقام الیک یشفی
باذن الله انت له طبیب

ومن برکات جدک کنت ذخرا"
وقلب الذائرین هنا یطیب

ومن وصل المقام فاک اهلا" ابا" و اما و عطفک فا عجیب

**واکرمل الالہ بکل خیر
ومن دخل المقام لہ نصیب**

بعد نماز ظہر عزیزم قاری الطاف حسین کی معیت میں سیدہ زینت رضی اللہ عنہا امام حسین علیہ السلام کی ہمشیرہ کے مزار شریف کی زیارت کے لئے گئے۔ نماز عصر جامع مسجد سیدہ زینت میں ادا کی۔ یہ مسجد بھی جامع حسینیہ سے کم نہیں ہو گی۔ قرآن کریم کی آیات اس شان سے لکھی تھیں کہ دل کرتا تھا کہ ان کو دیکھتے رہیں۔ مسجد میں چٹائیوں کی جگہ بہت خوبصورت قالین بچھائے گئے تھے جو اپنی مثال آپ تھے۔ یہ مسجد طول عرض میں جامع حسینیہ کی مشابہ تھی۔ سیدہ کے مزار پر حاضری دی۔ بڑا ایمان تازہ ہوا۔ کافی دیر تک ذکر اذکار میں مشغول رہے۔ سب رفقاء کی آنکھوں میں آنسو رواں تھے۔ واقعہ کربلا میں ان کی بہادری نگاہوں کے سامنے جھلک رہی تھی۔ ویسے بھی اہل بیت رسول کی محبت ذریعہ نجات ہے۔ رفقاء مسجد سے باہر جا چکے تھے چونکہ سیدہ کا مزار مسجد ہی میں ایک کونے پر واقع ہے۔ یعنی یہ جگہ مسجد کا ہی حصہ ہے لیکن گنبد اتنا بڑا کہ صاحب مزار کی عظمت کی عکاسی کر رہا تھا۔ خواتین کے دروازے سے گزر ہوا' میری نظر دیوار کے ساتھ آویزاں ایک لوح پر پڑی جس کی پیشانی پر تحریر تھا کہ مزار اقدس حضرت سیدہ زینت رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔ وہاں ایک ضعیفہ خاتون بیٹھی ہوئی تھی اور خواتین نماز پڑھ رہی تھیں۔ کچھ قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھیں' کثیر تعداد میں خواتین و حضرات حاضری دیتے ہیں حالانکہ آج ہفتہ

تھا۔ جمعرات اور جمعہ کو تو بہت زیادہ حاضری ہوتی ہے۔ بہت زیادہ تعداد میں لوگ اہل سنت ہیں۔ میں نے اس خاتون سے پوچھا کہ ہندہ مرقد زینب بنت علی رضی اللہ عنہ تو اس خاتون نے فورا" کہا نعم ھذہ اخت حسنین۔ بہرحال رفقاء باہر انتظار میں تھے۔ حاجی محمد ایوب صاحب نے کہا کہ آپ بڑی سستی کر رہے ہیں' مکہ شریف میں آپ کا کیا حال ہو گا۔ اس کے بعد جامع مسجد عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ جو کہ فاتح مصر ہیں کی حاضری کے لئے روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچے تو حیران رہ گئے کہ واقعی وہ مسجد عالی شان اور بہت بڑی مسجد ہے۔ ایرانی طرز سے قالین مسجد کی زینت کو چار چاند لگا رہے تھے۔ کونے میں ایک مزار شریف جو کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا ہے۔ وہاں حاضری دی تو اس زیارت سے بادشاہوں کا رعب و دبدبہ ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے چاروں طرف عمارت ہے۔ درمیان میں صحن ہے۔ قبلہ رخ کی طرف ایک چبوترہ ہے۔ جس کو سیڑیاں لکڑ لگی ہوئی ہیں' بڑی کڑھائی کی ہوئی ہیں۔ چبوترا منقش ہے۔ غالبا" کسی تہوار کے موقع پر بادشاہ یا خلیفہ بیٹھ کر خطاب کرتا ہو گا۔ حسن خوبی کے اعتبار سے ایک خاص مقام رکھتی ہے اور بہت مشہور ہے۔ اگرچہ ہے مرکزی شہر سے ہٹ کر۔ اس کا پرانا نام مدینہ الفسطاط ہے۔

۱/۳/۹۲۔ آج صبح قریبا" ۱۰ بجے رفقا سیدنا امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس کی حاضری کے لئے ٹیکسی پر روانہ ہوئے۔ راستے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ بنت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی مسجد عائشہ ملحقہ دربار کی زیارت کی۔ یہ چھوٹی سی مسجد ہے۔

حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی جو کہ بہت بڑے گنبد کے نیچے موجود ہے۔ ان کے قدموں کے برابر سلطان محمد کامل کی قبر

ہے اور امام کے قدموں میں سلطان کی والدہ ملکہ شمس کی قبر ہے۔ سلطان کی والدہ ملکہ شمس نے یہ مزار سن ٦٨٠ میں بنوایا تھا جو کہ قابل دید ہے۔ حضرت امام کی مسجد کے ملحقہ مسجد و مکتب قابل دید ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری دی جو کہ حضور ﷺ کے بڑے پیارے صحابی تھے۔ ان کے مزار میں دیوار کے ساتھ ایک لوح معلق ہے جس پر آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث شریف تحریر کی ہوئی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عقبہ تم سواری پر سوار ہو لیکن عقبہ نے عرض کی حضور ﷺ! میں آپ کی سواری پر سوار نہیں ہو سکتا لیکن متعدد بار حضور ﷺ کے فرمانے پر سوار اس انداز سے ہوئے کہ ایک رکاب میں قدم رکھ کر سوار ہوئے' دوسری رکاب میں قدم رکھ کر نیچے اتر گئے' بغیر زین پر بیٹھے۔ یہ ان کے ادب کا عالم ہے۔ ان کی چھوٹی سی مسجد ہے۔

حضرت مائی رابعہ بصری کی زیارت

حضرت عقبہ بن عامر کے مرقد کے قریب ہی حضرت رابعہ کا مزار پر انوار ہے جس میں حضرت ذوالنون مصری اور حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کا بھی مزار ہے۔ حضرت ذوالنون رضی اللہ عنہ بڑی عظیم شخصیت گزرے ہیں۔ تذکرہ ان کا بڑی کتابوں میں ہے۔ یہ خصوصا" حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کشف المحجوب میں بھی فرمایا۔ اور بڑا خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ حضرت محمد بن حنفیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان پر بڑا اعتماد کرتے تھے۔ ان سے کسی نے

سوال کیا کہ جب غنیمت تقسیم کرنے کا وقت ہوتا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ امام حسین اور امام حسن کو دیتے ہیں۔ جب جنگ کا وقت ہوتا ہے تو آپ کو اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ امامین کو اپنے ساتھ کم لے جاتے ہیں۔ آپ نے جواب فرمایا کہ امامین حضرت علی کی آنکھیں ہیں اور میں حضرت علی کے ہاتھ ہوں۔ ہاتھ ہمیشہ آنکھوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ میں اس واقعہ کو حضرت مفتی احمد یار خاں گجراتی رحمتہ اللہ علیہ نے مراۃ میں نقل کیا ہے۔ بہرحال وہاں سے حضرت مائی رابعہ بصری رضی اللہ عنہا بڑے پائے کی عابدہ زاہدہ ہیں۔ بعض بزرگوں نے تو ان کو قلندر لکھا ہے۔ بڑی شان کی مالک ہیں۔ آپ کے بارے میں ہے کہ ایک دفعہ آپ اپنے ایک ہاتھ میں پانی اور ایک میں آگ لے کر جا رہی تھیں۔ کسی نے پوچھا کہ آپ کہاں لے جا رہی ہیں تو جواب فرمایا کہ میں پانی سے دوزخ بجھانے اور آگ سے جنت کو جلانے جا رہی ہوں تاکہ لوگ جنت کے لالچ اور جہنم کے ڈر سے خدا کی عبادت نہ کریں۔ اللہ کی عبادت اس کو اللہ جان کر کریں۔

وہاں سے فارغ ہو کر امام لیث بن سعد رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے ان کے مزار پر حاضری دی۔ امام ابو لیث کو فقہ کا پانچواں امام بعض کے نزدیک مانا جاتا ہے۔ وہاں پر بھی قرآن پاک کی آیات اور عربی کے اشتہار امام ابو لیث کی تعریف میں لکھے ہوئے تھے۔ چھوٹی سی وہاں مسجد بھی ان کے مزار کے پاس ہے۔ امام لیث بن سعد رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق ہے کہ آپ متبحر عالم ہونے کے ساتھ ساتھ مال و دولت میں بھی کافی اہل ثروت تھے۔ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں ایک عورت نے سوال کیا کہ مجھے کچھ شہد چاہئے۔ آپ نے خادم کو حکم فرمایا کہ انہیں ایک مشک شہد کی بھر کر دے دیں۔ پھر ایک مرتبہ

حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے اپنا خادم بھیجا کہ امام لیث سے کچھ اصفر لے آئیں۔ خادم جب مصر پہنچا تو اس نے امام لیث بن سعد کو صورت حال بتائی تو امام لیث نے اس کو ایک اونٹ اصفر کا بھر کر مدینہ شریف بھیجا۔ حضرت امام مالک نے ضرورت کے مطابق رکھ لیا۔ باقی اصفر بیچ کر اپنے کام میں لے آئے۔ بہرحال یہ بڑی شخصیت کے مالک ہیں۔

۹۲/۳/۲ کے 761 M-S سے ۱۵۔۳ پر سوار ہوئے۔ جدہ ایئرپورٹ پر ۴۵۔۴ اترے۔ جب ایئرپورٹ کی عمارت میں پہنچے تو حاجی محمد ایوب نے فرمایا کہ میرا ٹکٹ جہاز میں رہ گیا۔ ایئرپورٹ کے عملہ کے تعاون سے ٹکٹ جہاز سے مل گیا۔ شام کی نماز ایئرپورٹ پر پڑھی۔ احرام باندھا۔ مکتہ المکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ تقریباً" رات دو بجے کے قریب مکہ شریف پہنچے۔ مکان حاصل کیا۔ سامان رکھا اور عمرہ شریف کیا۔ عشاء کی نماز حرم شریف میں ادا کی۔ حجر اسود کے خوب جی بھر کر بوسے لئے۔ اور اسی مکان پر رات قیام کیا۔ صبح کی نماز حرم شریف میں ادا کی۔ ظہر کی نماز مسجد جن میں ادا کی۔ جنت المعلی کی زیارت کی' مزار ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر حاضری دی' خوب رو کر دعائیں کیں۔ بعد میں غار حرا کی زیارت کے لئے ٹیکسی پکڑی' وہاں پہنچے' غار حرا میں جا کر دو رکعت نفل پڑھے۔ عصر کی نماز پڑھی۔ وہاں پر چھ افراد ترک موجود تھے۔ انہوں نے ختم شریف پڑھنا شروع کیا۔ جب الحمدللہ پڑھنے لگے میں نے قاری عبدالغفور کو کہا کہ آگے آپ پڑھیں لیکن قاری صاحب نے سستی کی لیکن میں نے اصرار کیا کہ آپ پڑھیں۔

بہرحال قاری صاحب نے نہ پڑھا۔ آخر **والھلم الہ** سے میں نے شروع کیا۔ جب میں نے پڑھا تو ترک نوجوان خاموش ہو گیا۔ ختم شریف میں

نے مکمل کیا۔ ساتھ درود تاج شریف میں نے پڑھا۔ فوراً" کھڑے ہو گئے۔ سلام ہم سب نے مل کر پڑھا۔ آخر میں دعا کی۔

میں نے مخاطب ہو کر ان ترکیوں کو کہا **انتم مین ترکستان** تو انہوں نے کہا **نعم نحن من بلد ترکستان** میں نے کہا **انتم عشاق رسول انتم خدام مسجد نبوی شریف انشاء اللہ انتم ترجعون الی حرمین شریفین و تحضرون فی خدمت رسول اللہ**۔ وہ بڑے خوش ہوئے اور ہمارے ساتھ معانقہ کیا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ ان کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ وہاں تقریباً" نصف گھنٹہ حاضری دی۔ غار حرا میں جاتے ہیں میں اپنے آپ پر قابو نہ پا سکتا' اونچی آواز میں آہیں نکل گئیں۔ دل میں یہ خیال آیا کہ سرکار دو عالم ﷺ روزانہ یہاں تشریف لاتے تھے۔ غار میں قبلہ رخ آدمی دیکھے تو معلوم ہوتا کہ یہ دو پتھر ہیں جن کو اوپر سے کسی نے جڑے ہوئے ہیں اور ان کے درمیان چھوٹے چھوٹے سوراخ ہیں جن میں اسے آسانی کے ساتھ باہر دیکھا جا سکتا ہے۔ میرے وجدان نے کہا کہ حضور ﷺ جب حرا میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے تو ساتھ ساتھ کعبہ شریف کا بھی تصور رکھتے ہوں گے۔ غار سے اتر کر ساتھ ہی آبادی میں شام کی نماز پڑھی اور ٹیکسی پکڑ کر مکان میں پہنچے۔ مکان والے نے ہمیں تقریباً" ساری رات ہی بتا دیا تھا کہ صبح روزہ ہے۔ بہرحال مکان میں ہی نماز تراویح پڑھی اور صبح حاجی محمد ایوب صاحب اور قاری محمد عبدالغفور صاحب سحری کا کھانا بازار سے لائے۔ بیت اللہ کے سامنے ہی مکان تھا' روزہ رکھا۔ نماز حرم شریف میں ادا کی۔

آج پروگرام تھا کہ مدینہ شریف کے لئے روانگی ہو گی۔ بہرحال نو بجے روانگی ہوئی۔ ڈیڑھ بجے کے قریب مدینہ شریف پہنچے۔ میں تو تقریباً" جاگتا گیا اور

راستے کا نظارہ کرتا گیا۔ دائیں بائیں سیاہ پہاڑیاں' اونٹ اور بکریاں خوب چر رہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان سیاہ پہاڑوں اور سخت روئے دار زمین میں ان کے لئے خوراک کا انتظام کر رکھا ہے۔ مدینہ شریف میں دور سے ہی مسجد نبوی شریف کے مینار دکھائی دینے لگے۔ درود و سلام زبان پر تو پہلے کہا جا رہا تھا۔ ساتھ ساتھ آنکھوں میں آنسو بھی جاری ہوئے۔ خیال میں آ رہا تھا کہ محبوب کریم ﷺ کا آستانہ ایسا ہو گا۔ مدینہ شریف میں مسجد علی اور مسجد غمامہ کے درمیان دار الفتح میں تیسری منزل پر کمرہ ملا۔ جہاں سے سرکار دو عالم ﷺ کا روضہ اطہر سامنے نظر آتا تھا۔ مکان کرایہ پر لیا' سامان رکھا اور وضو غسل کیا۔ کپڑے پہنے' خوشبو لگائی۔ باب السلام سے مسجد نبوی شریف میں داخل ہوئے۔ دو نفل ادا کئے۔ ریاض الجنہ میں دو نفل ادا کئے۔ یہ کیفیت انسان بیان نہیں کر سکتا۔ بس حاضری دینے والے کو ہی پتہ ہے' ظہر کی نماز ادا کی۔ اب اس آقا ﷺ کی بارگاہ میں غلام حاضر ہونے کو ہے۔ مواجہ شریف کے سامنے جاتے ہی فرط محبت سے جالی شریف کو بوسہ دیا۔ میرے پیچھے قاری محمد عبدالغفور صاحب نے بھی بوسہ دیا۔ پیچھے ہٹ کر اپنے محبوب نبی ﷺ کے حضور ہاتھ باندھ کر صلوۃ و سلام کا تحفہ پیش کرنے لگے۔ دربان جھپٹ کر زور سے ہمارے ہاتھوں کے اوپر ہاتھ مارے اور کہا کہ ہاتھ کھول دو۔ ہم نے اصرار کیا لیکن وہ بار بار زور سے ہمارے ہاتھ کھول دیتے۔ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے لگے تو تب بھی مانع ہوئے۔ خوب رو رو کر سلام عرض کیا۔ اپنے سب متعلقین کے نام بنام دعائیں کیں۔ بڑا دل کو سکون آیا۔ دل تو یہی چاہتا ہے کہ انسان وہاں۔ دربانوں کے ساتھ ہم نے سمجھوتہ کر لیا۔ جیسے کہتے ویسے کرتے۔۔ تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر جو چاہتے وہ کرتے۔ اپنے عقیدے کے مطابق پانچوں نمازوں کے بعد خصوصیت

سے حاضری دیتے۔ اگر کہیں بازار جانا ہوا تو بھی روضہ اطہر پر حاضری ضرور ہوتی اور خوب دل جمعی کے ساتھ آنکھیں آنسوؤں میں ڈبڈبا جاتیں۔ رونے میں اتنا مزا آتا ہے گویا کہ دل کو سکون ملتا ہے۔ ایمان میں نور زیادہ ہوتا ہے۔ الحاج صوفی محمد یونس صاحب سے ایک نعت شریف لکھوا کر لے گیا تھا خوب رو رو کر پڑھتا' بڑا سرور آتا۔ خدا کی قسم! بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں حاضری بڑی بات ہے۔ حاضری کے بعد پتہ چلا کہ زندگی اب زندگی ہے جس میں درد نہیں وہ انسان نہیں اور درد بغیر تصور محبوب کے ممکن نہیں۔ تصور بھی خصوصیت سے تب بنتا ہے۔ جب سرکار ﷺ کے در پر حاضری نصیب ہو جائے۔ کبھی ریاض الجنہ میں' کبھی مقام صفہ پر' کبھی سرکار ﷺ کے قدموں میں' سرکار کے سرہانے بیٹھ کر قرآن شریف پڑھنا' کبھی محراب رسول ﷺ میں نوافل ادا کرنا' کبھی کسی ستون کے پاس نوافل ادا کرنا' جو سرکار ﷺ کے قدموں میں مزا آتا تھا وہاں حاضری اکثر ہوتی۔ صلوۃ و سلام' تلاوت قرآن کریم خاص کر عشاء کی نماز کے بعد اگرچہ درمیان وقت تھوڑا دیتے لیکن خوب حاضری ہوتی چونکہ نماز عشاء کے بعد تقریباً" دو گھنٹے گزر جانے پر باب النساء بند ہو جاتا ہے اس وجہ سے مقام صفہ کے قریب سے سرکار دو عالم ﷺ کے قدموں کی طرف جانے والا راستہ بند کر دیتے ہیں۔ پھر عشاقان رسول ﷺ کا ریاض الجنہ میں نوافل ادا کرنے میں وقت گزرتا ہے۔

مسجد غمامہ شریف' مسجد علی' مسجد اباذر' مسجد قبلتین' مسجد قباء شریف' مسجد جمعہ' سبعہ مساجد' مقام احد کی زیارتیں کیں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح کی نماز مسجد نبوی شریف ﷺ میں پڑھ کر قباء شریف میں جا کر دو رکعت نفل ادا کرے اور پھر واپس آ

کر میری مسجد میں دو نفل ادا کرے' اس کو عمرہ کا ثواب ہے۔ اس فضیلت کے پیش نظر ایک روز میں اور حاجی محمد ایوب صاحب مسجد نبوی شریف میں صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد پیدل مسجد قباء شریف کی طرف چلے۔ الطریق الہجرۃ پر روانہ ہوئے۔ راستے میں مسجد جمعہ میں دو رکعت نفل ادا کئے۔ مسجد جمعہ کے دروازے کے سامنے ایک بہت بڑی حویلی ہے۔ اس میں اندر جا کر کونے میں وہ کچی دیواریں اب بھی ہیں جہاں بنو نجار کی بچیوں نے سرکار دو عالم ﷺ کا استقبال کیا تھا اور یہ اشعار پڑھے تھے۔

طلع البدر علینا من ثنیتہ الوداعی
وجب الشکر علینا ما دعاء للہ داعی

الطریق الھجرۃ پر چلیں تو سامنے چوک میں مسجد قباء شریف ہے جس میں سرکار دو عالم ﷺ نے بقول امام یوسف بن محمد اسماعیل نبہانی رحمتہ اللہ علیہ ۲۲ دن قیام فرمایا۔ بہت خوبصورت مسجد ہے۔ دل کرتا ہے کہ اس کی انسان زیارت کرتا رہے۔ اس کے بائیں جانب حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا باغ ہے۔ جامع مسجد قباء کے صحن میں کھڑے ہو کر آسانی سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد سبعہ مساجد اور مسجد قبلتین اور مقام احد جہاں حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا مزار پر انوار ہے۔ صحیح حدیث شریف سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ ہر سال جب ان کی شہادت کا دن آتا تو ضرور تشریف لے جاتے۔

بہرحال خوب زیارتیں کیں۔ ۸ یوم مدینہ منورہ میں حاضری کا شرف ملا۔ واپسی مکہ المکرمہ عمرہ کیا۔ عشاء کی نماز کے بعد حضور خواجہ خواجگا مبلغ اسلام تاجدار تصوف داعی ذکر بالجہر پیر لاثانی محب آیات قرآنی مبلغ سلسلہ

حضرت مجدد الف ثانی حضرت الحاج خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی کو فون پر سلام عرض کیا۔ چونکہ آپ نے بھی اسی روز عمرہ کیا تھا اور اپنے مکان دار لوفاء منزل پان والی گلی محلّہ مصفلہ میں قیام فرماتے۔ آپ نے حکم فرمایا کہ کل شام افطاری میرے ہاں کرو۔ میں نے عرض کیا حضور میرے ساتھ حاجی محمد انور اور حاجی شیخ محمد ایوب اور قاری محمد عبدالغفور ہیں۔ ارشاد ہوا ان کو بھی ساتھ لے آئیں۔ دوسرے روز آپ کے ہاں افطاری کی۔ یہ بھی ایک محفل تھی جس کا تصور زندگی بھر ذہن سے نہیں جائے گا۔ اس افطاری میں صاحب زادہ محبوب الٰہی صاحب وادی عزیز شریف والے بھی موجود تھے۔ اور بھی کافی سنگی تھے۔ انور خاں بلوچ فیصل آباد والے تقریباً" چالیس افراد موجود تھے۔ کونے میں ایک آدمی نہایت فقیرانہ طبیعت بیٹھا تھا۔ حضور خواجہ سرکار نے فرمایا کہ یہ رئیس مکتہ المکرمہ ہے۔ اس نے ایک محل مکہ شریف میں بنوایا ہے اس کا افتتاح محفل میلاد شریف سے کرانا چاہتا ہے۔ فقیر نے اس کو وقت دے دیا ہے۔ آپ نے حکم فرمایا کہ شاہ صاحب شام کی جماعت تم کراؤ گے۔ ہم سب آپ کے پیچھے پڑھیں گے۔ بعد از نماز اجازت لے کر ملک محمد اسلم کے مکان پر محلّہ جیاد میں ٹھہرے۔ پانچ وقت صلوۃ مکتوبہ حرم شریف میں ادا کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ مقام' منیٰ' مزدلفہ' جبل ثور۔ یہاں جبل ثور کے پاس تھوڑا سا آگے جا کر دائیں جانب پہاڑی کے اوپر پتھر کا نسوانی مجسمہ شارع عام پر نظر آ رہا تھا۔ ٹیکسی ڈرائیوار نے بتایا کہ جب آقائے دو جہاں ﷺ نے ہجرت فرمائی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ غار ثور میں ٹھہرے۔ صبح جب کفار نے اس مقام کا جائزہ لیا تو یہاں ایک عورت بکریاں لئے کھڑی تھی اس سے کفار نے پوچھا تو اس نے اپنے ہاتھ سے غار ثور کی طرف اشارہ کیا۔ ابھی زبان سے

بات کرنے والی تھی کہ وہیں پتھر بن گئی۔ اس کو بھی دیکھا، مقام عرفات، جبل رحمت، مسجد نمرہ کی زیارت کی، جبل رحمت پر دو رکعت نفل ادا کئے اور دعا کی۔ عرفات کے میدان میں دھریک کے درخت اس خوبصورتی سے لگائے گئے ہیں جو دیکھنے کے قابل ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ محمد ضیاء الحق نے لگوائے ہیں۔ واپسی پر مقام جعرانہ پر احرام باندھا۔ مکہ مکرمہ آکر عمرہ کیا۔ حاجی محمد انور صاحب کی اچانک طبیعت خراب ہو گئی جس وجہ سے محمد ایوب شیخ اور حاجی محمد انور کو فورا ایمرجینسی ٹکٹ لے کر واپس پاکستان آنا پڑا۔ میں اور قاری عبدالغفور چار روز کے بعد جدہ شریف آئے۔ وہاں حاجی محمد اکبر کو ملنا تھا۔ ۲۶ مارچ کو ہماری سیٹیں بھی اوکے ہو گئیں۔ جدہ سے براستہ القاہرہ پاکستان آنا تھا۔ قاہرہ ایئرپورٹ پر رات گیارہ بجے اترے۔ عشاء کی نماز ادا کی اور سحری کا کھانا کھایا۔ غالباً تین بجے صبح قاہرہ سے جہاز روانہ ہوا۔ براستہ دوبئی بارہ بجے دن کراچی پہنچے۔ کراچی ایئرپورٹ پر کافی رش تھا محترم فاروق چشتی صاحب کی وساطت سے لاہور کی سیٹیں اوکے کر دیں۔ شام کو قبل از افطاری لاہور پہنچے۔ سامان دوسرے جہاز میں رہ گیا تھا۔ بہرحال عشاء کی نماز سے پہلے جامع مسجد مہاجرین منڈی مرید کے پہنچے۔ داخل ہوتے ہی مسجد کے دروازے کو بوسہ دیا اور زبان پر یہ الفاظ تھے۔ "اے اللہ کے گھر تیری خدمت کے طفیل مجھ جیسے گنہگار کو حرمین شریفین کی حاضری نصیب ہوئی"۔ آمین بحرمت سید المرسلین والصلوۃ والسلام علی سید الاولین والاآخرین

ابوظفر سید احمد شاہ

نشان منزل	5	کرامات	84
مشائخ عظام سے ملاقات	11	میرے جد امجد	97
میری نظر میں	25	دوسرا حجرہ قلعہ دیوا سنگھ	99
آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت	29	قبلہ عالم کے اشعار پڑھے	102
فضائل اہلبیت پر قرآنی آیات	22	شریعت مطہرہ کی پابندی	105
پیدائش + تعلیم و تربیت	28	شجرہ شریف	109
اہم واقعہ	35	شجرہ شریف خاندان عالیہ	112
تبلیغ دین	48	محفل میلاد کا اہتمام	115
ہماری تعلیم	51	سید احمد شاہ کی مرید جاری	116
کشف و کرامات	52	القاہرہ میں (مصر میں)	117
جامع مسجد نوری کی تعمیر	56	مزار حضرت مائی رابعہ بصری	121
پیر خانے سے عقیدت	58		
صوفی عبدالرزاق + سید عبدالحق شاہ	60		
ایام مرض	62		
پیر خانہ کیلئے زمین کی خریداری	63		
حج بیت و زیارت گنبد خضری	67		
آپ کے دست اقدس پر اسلام لانا	73		
غسل مبارک	78		
ختم قل خانی و چہلم	81		